

هو الرحمن الرحيم

وَأَذِّنْ لِلْعَرَبِيَّةِ وَأَوْفِرْ دَوَائِلَ بَيْتِكُمْ

300
P.

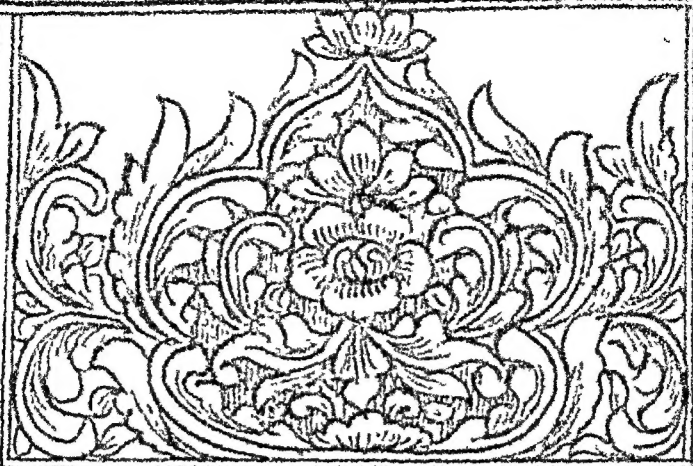
ارشاد در حقیقه
و در حقیقه

در طریق

خزائن نقشبندی

مجله علمی و ادبی

چاپخانه کمالی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله كما هو به حقيق والصلاة والسلام على رسوله محمد بن عبد الله المصطفى
 كما هو به ملق وعلى آله واصحابه
 الذين غاصوا في بحر التوحيد
 وأظهروا فزا عذ الله رص الحجة
 العتيق **أما بعد** في كويد قليل البقا
 وكاست الصناعت الزاجي من الله الكريم
 محمد بن عبد الرحيم بن وجيه الدين الاويسي نقشبند
 غفر الله له ولوالديه ولا مستأذه ومرشده
 كه درين اوراق كهاستے چند كه سالكسايين
 طريقه شريفة عليه وقوت بروسيه لازم است
 بيان كنم شايد كه اهل دولتي را بهره از اين
 حاصل شود و بحكم الدال على الخير كفاء له
 اين تفسير بدین نعمت عظمیٰ حاصل شود

سب تعریف و ثنا الله بل شانه كه هي واسطے ہے
 جیسی چاہیو۔ اور صلوٰۃ و سلام او كے رسول حضرت
 محمد رسول الله پر حبسا كنے لائق ہي مسئلہ الله عليه وآله
 واصحابہ اجمعين اور كئے آل و عبا پر جنہوں نے
 دنيای تو حید بن غوطے لگائے اور چو كوبر كے بہار سے
 نكلائے۔ اس كے پس كہتا ہے كم ہنرو كم سرايائيد
 خدای كرم محمد عبد الرحيم بن وجيه الدين كوي
 نقشبندى الله مغفرت كرسے او كی اور او كی والدین
 اور آستانہ دین اور فرشتہ دین كی كه ان اوراق میں
 ایسے چند كھسے حنفی واقف ہونا اس عالمی طریقہ شریفہ
 كے سالك كولازم ہي بيان كرتا ہوں شايد كسی خوش
 نصیب كو اسے فائدہ ہو وحدیث شریف میں آیا ہے الدال
 على الخير كفاء له یعنی كہا كے سہ تائرا الا ایسا ہي حبیب اود
 كرتا الا یعنی دوزكو ثواب برابر ہي تو اس فقیر كو نعت عظمیٰ حاصل

شعر

بالشیرہ جو پہلے پہنچ کے
درماندہ بنارسائی ہوگا
وادیہم نشان مکنہ منسوذا
کرنا رسیدیم تو شاید برے

واللہ الموفق بطریق السبلۃ اد +

ترجمہ یعنی باوجودیکہ پہنچ کچھ حال نہ کیا اور کسی
لاٹین نہوا۔ اور محاکمہ کیا نہ پہنچ سکا کچھ گنج منسوب
کا پتا دیدیا ہے۔ اگر اگر کم نہیں پہنچی شاید تو پہنچ کر
الاور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے راہ راست کی

فصل فصل

بیان اکتات اللہ تعالیٰ عنک و
اقتات کہ طریقہ بزرگوار قطب الاقطاب
حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین والشرع
المعروف بنقشبند و خلفا ایشان قدس
اللہ تعالیٰ ار داہم۔ بعد از تصحیح عقیدہ
اہل سنت و جماعت و ایتان اعمال صالحہ
و اتباع سنن ماورد و اقتفا بلف صالح
رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمیع و عزیمت در
حل واجتناب از محظورات و مکروہات دوام
عبودیت است یعنی دوام حضور با حق
سبحانہ و تعالیٰ است بے مزاحمت شعور
غیر بلکہ از شعور این شعور نیز علیٰ مرور الاوقات
من غیر فترۃ و نشئت عزیمت و این سعادت
عظمیٰ و نعمت البقی بے جذبہ الہی کہ جذبہ
من جذبات الحق غیر من عباد الثقیلین مشہور
نست و موثر ترین اسباب حصول این
جذبہ جز صحبت برگزیدہ کہ سلوک و سے
بطریق جذبہ باشد و مشقت بہ تعبیل و آئی
شدہ باشد غنیمت و صحبت مع الشرائط

جان (اللہ تیری خودی کو فنا کرے اور بقا
باللہ کا درجہ دے) کہ حضرت قطب الاقطاب
خواجہ بہاؤ الحق والشرع والدین نقشبند۔ اور انکے
خلفاء قدس اللہ تعالیٰ ار داہم کا طریقہ یہ ہے
کہ پہلے تو اہل سنت و جماعت کا عقیدہ درست
کرے اور نیک عمل کرے۔ اور اتباع سنت
اور سلف صالح رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمیع
کی پیروی کرے اور اعمال میں عزیمت اختیار
کرے اور جو باتیں منع اور مکروہ ہیں ان سے
بچے۔ ان سب باتوں کے بعد دوام عبودیت
ہے یعنی دوام حضور حق سبحانہ سے الٹی طرح
کہ شعور غیر کچھہ اوس میں مزاحمت نہ کرے بلکہ اگر
شعور کا شعور بھی مزاحمت نہ کری۔ ہر وقت بے
پریشانی اور بے پرگندگی کے حق سبحانہ کے ساتھ۔
دوام حضور ہے اور یہ سعادت عظمیٰ اور نعمت البقی
بے جذبہ الہی کے مشہور نہیں وہ جو کہا ہے۔ (اللہ کے
جذبہ میں ہو ایک جذبہ دو نوجہان کی عبادت
بہتر ہو) وہ بھی جذبہ ہو اور اس جذبہ کے حصول
کو سب سے موثر ایسی بزرگ کی صحبت ہے جس کا سلوک

نقشبندیہ کے مشہور طریقہ کے مطابق ہے اور ان کے خلفاء کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تو اہل سنت و جماعت کا عقیدہ درست کرے اور نیک عمل کرے اور اتباع سنت اور سلف صالح رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمیع کی پیروی کرے اور اعمال میں عزیمت اختیار کرے اور جو باتیں منع اور مکروہ ہیں ان سے بچے۔ ان سب باتوں کے بعد دوام عبودیت ہے یعنی دوام حضور حق سبحانہ سے الٹی طرح کہ شعور غیر کچھہ اوس میں مزاحمت نہ کرے بلکہ اگر شعور کا شعور بھی مزاحمت نہ کری۔ ہر وقت بے پریشانی اور بے پرگندگی کے حق سبحانہ کے ساتھ۔ دوام حضور ہے اور یہ سعادت عظمیٰ اور نعمت البقی بے جذبہ الہی کے مشہور نہیں وہ جو کہا ہے۔ (اللہ کے جذبہ میں ہو ایک جذبہ دو نوجہان کی عبادت بہتر ہو) وہ بھی جذبہ ہو اور اس جذبہ کے حصول کو سب سے موثر ایسی بزرگ کی صحبت ہے جس کا سلوک

وایشان از شیخ الشیوخ جامع العقول و
 العقول صاحب العلم والعمل مولانا
 یعقوب چرخ و ایشان را از قطب الاقطاب
 سلطان العارفین صاحب الطریقہ خواجہ
 بہاؤ الحق والدین المعروف بنقشبند وایشان
 را در طریق نقشبندی بفرزندی از شیخ طریقہ
 خواجہ محمد بابا ساسی است امانیت تربیت
 حضرت خواجہ قدس سرہ بحقیقت از دوات
 حضرت خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق
 عابدانی است و نسبت ارادہ و صحبت
 و تسلیم آداب سلوک و تلقین ذکر حضرت
 خواجہ از حضرت امیر سید کلال است
 وایشان از خواجہ محمد بابا ساسی است
 وایشان را از خواجہ علی رامینی وایشان
 از خواجہ محمود الخیر فغوی وایشان را از
 خواجہ عارف ریوگری وایشان را از
 خواجہ عبدالخالق نجف دانی کہ سر حلقہ
 خواجگانند وایشان را از خواجہ امام
 ربانی ابویقوب یوسف بن ایوب ہمدانی
 وایشان را از خواجہ علی فارمدی طوسی
 است کہ از کبار مشایخ خراسانند و حجتہ
 الاسلام امام محمد غزالی را تربیت در
 علم باطن از ایشان است وایشان را
 از شیخ ابوالقاسم گرگانی و شیخ ابوالقاسم
 انصاری در علم باطن بدو جانب است

اورادون کو شیخ الشیوخ جامع العقول اور
 منقول صاحب العلم والعمل مولانا یعقوب
 چرخ سے اورادون کو قطب الاقطاب
 سلطان العارفین صاحب الطریقہ خواجہ
 بہاؤ الحق والدین المعروف بنقشبند سے اور
 ادون کو نظر قبول بفرزندی شیخ طریقہ
 محمد بابا ساسی سے ہے مگر تربیت کی نسبت
 حقیقت میں روحانیت سے ہے حضرت خواجہ
 بزرگ خواجہ عبدالخالق عابدانی سے
 ہے۔ اور نسبت ارادہ و صحبت اور
 سلوک اور تلقین ذکر کے حضرت امیر
 سید کلال سے ہے۔ اورادون کو خواجہ
 محمد بابا ساسی سے ہے۔ اوران کو
 خواجہ علی رامینی سے اورادون کو
 خواجہ محمود الخیر فغوی سے۔ اوران کو
 خواجہ عارف ریوگری سے۔ اوران کو
 خواجہ عبدالخالق نجف دانی سے۔ جو
 سر حلقہ خواجگان ہیں۔ اوران کو خواجہ
 ربانی ابویقوب یوسف بن ایوب ہمدانی
 سے۔ اوران کو خواجہ علی فارمدی طوسی
 سے جو خراسان کے بڑی مشائخ میں ہیں
 اور حجت الاسلام امام محمد غزالی کو تربیت علم
 باطن میں انہیں سے ہے۔ اوران کو
 شیخ ابوالقاسم گرگانی سے۔ اور شیخ ابوالقاسم
 کو علم باطن میں نسبت دو جانب سے ہے

کے شیخ ابو الحسن خرقانی و دسے رابع
 ابو یزید بطنامی است و ولادۃ شیخ
 ابو الحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید
 است بمادے و تربیت شیخ ابو یزید
 ویرا بحسب باطن و رو حانیت بودہ
 است نہ بظاہر و صورت و نسبت
 ارادۃ شیخ ابو یزید بحضرت امام جعفر
 صادق است رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
 بنقل صحیح ثابت شدہ است کہ ولادۃ
 شیخ ابو یزید نیز بعد از وفات حضرت
 امام است و تربیت حضرت امام
 ویرا بحسب معنی و رو حانیت بودہ
 است نہ بحسب ظاہر و صورت و نسبت
 امام جعفر صادق را رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ چنانچہ شیخ ابو طالب کی قدس
 سرہ و رعوت القلوب آورده دو
 نسبت ثابت است یکے بوالد بزرگوار
 خود امام محمد باقر و ایشان را بوالد
 بزرگوار خود امام محمد زین العابدین
 علی بن الحسین است ایشان را
 بوالد بزرگوار خود امام حسین و
 ایشان را بوالد بزرگوار امیر المومنین
 علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و
 ایشان را بحضرت رسالت پستاد
 مشایخ طریقہ قدس سرہ سلسلہ نسبت

ایک تو شیخ ابو الحسن و ابو یزید ابو الحسن خرقانی
 کو ابو یزید بطنامی سے۔ اور شیخ ابو الحسن
 کی ولادت شیخ ابو یزید سے مدت
 کے بعد ہے نہ اور تربیت شیخ ابو یزید
 کی او کو بحسب باطن اور رو حانیت کر
 ہے۔ ظاہر میں نہیں ہے۔ اور نسبت
 ارادۃ شیخ ابو یزید کی حضرت امام جعفر
 صادق سے ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 اور صحیح نقل سے ثابت ہوا ہے کہ ولادۃ
 شیخ ابو یزید کی بھی بعد وفات حضرت
 امام جعفر صادق کے ہے۔ اور تربیت حضرت
 امام کی شیخ ابو یزید کو بحسب معنی اور رو حانیت
 کے ہے۔ بحسب ظاہر نہیں ہے اور حضرت
 امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کو ابو جعفر لکھنے شیخ ابو طالب کے
 قدس سرہ کے۔ جو قوت القلوب میں لکھا
 ہے۔ و نسبت ثابت ہیں۔ ایک تو اپنے
 والد بزرگوار امام محمد باقر سے۔ اور
 او کو اپنے والد بزرگوار امام محمد زین العابدین
 علی بن الحسین سے۔ او کو اپنے والد بزرگوار
 امام حسین سے۔ اور او کو
 اپنے والد بزرگوار امیر المومنین
 رضوان اللہ علیہم اجمعین سے۔
 اور او کو حضرت رسالت پستاد صلعم
 اور مشایخ طریقہ قدس سرہ نسبت

اسمہ الہیت را رضی اللہ تعالیٰ عنہم از
جہت نقاست و عزت و شرفی کہ دارد
سلسلہ الذہب نام کردہ اند و نسبت دیگر
کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کہ پدر مادر حضرت امام است
واز فقہای سببہ بودہ است و بے نظیر
خود در علم ظاہر و باطن و می را نسبت از
باطن سلمان فارسی است رضی اللہ تعالیٰ
عنہ و وے را با وجود شرف صحبت
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نسبت باطن با امیر المومنین الی
بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمیسر
بودہ است بعد از انساب بحضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
امام مقتدا خواجہ محمد باقر صادق سرور
در قدسیہ نوشتہ اند اہل تحقیق بر آنند
کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بعد
از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وسلم از ان خلفا کہ بر امیر المومنین
علی مقدم بودہ اند ہم نسبت باطن
تربیت یافتہ اند و شیخ ابوطالب کی
قدس روحہ در قوت القلوب فرمود
اند کہ قطب الزمان در ہر عصری الی
یوم القیلتہ در مرتبہ و مقام نائب
مناب امیر المومنین ابو بکر صدیق نسبت

الہیت رضی اللہ عنہم کو سبب نقاست
اور عزت و شرف کے جو او نکو حاصل
ہے سلسلہ الذہب کہئے ہیں اور دوسرے
نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو اپنے نانا سے ہے۔ جو
ساتوین فقہا میں سے ہیں اور اپنے زمانہ
کے بے نظیرین علم ظاہر و علم باطن میں
اور او نکو نسبت باطن سلمان فارسی رحمہ
سے ہے اور او نکو با وجود شرف صحبت
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم کے باطن کی نسبت امیر المومنین حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔ بعد
نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے۔ حضرت امام مقتدا
خواجہ محمد باقر صادق سرور نے قدسیہ
میں لکھا ہے۔ کہ اہل تحقیق کے نزدیک
حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
بعد ان خلفائے سے جو آپ سے
پہلے خلیفہ ہوئے ہیں نسبت باطن کی
تربیت کی ہے۔ اور شیخ ابوطالب
کی قدس روحہ نے قوت القلوب
میں فرمایا ہے۔ کہ قطب زمان ہر زمانہ
میں قیامت تک مرتبہ و مقام میں نائب
مناب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق کا ہو

و آن سہ دیگر اوتاد کہ فرو تراز قضبانہ
نائب منائب آن سہ خلیفہ دیگر اند کہ
امیر المومنین عمر و امیر المومنین عثمان و
امیر المومنین علی اند رضی اللہ تعالیٰ
عنہم و شش دیگر از مسد یقان نائب
منائب شش دیگر از عشرہ مبشرہ رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و نسبت دیگر
شیخ ابو القاسم گرگانی در ارادت
باطن شیخ ابو عثمان مغربی و وے را
بابو عسے کاتب و وی را بابو عسے
رود پاک و وے را بخنید بغدادی و ویرا
بصری سقطی و ویرا معروف کرخی و شیخ
معروف راد و نسبت واقع است کے
بداؤد طائی و ویرا بحسب عجی و وے را
بحن بصری و وے را با امیر المومنین علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ایشان را بحضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
و دیگر شیخ معروف را نسبت ارادت
بحضرت امام علی موسیٰ رضا است و
ایشان را ابو الدبزرگوار خود امام موسیٰ
کاظم و ایشان را ابو الدبزرگوار خود
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
الی آخر النسبہ کما مر از بیان سلسلہ
این مشائخ قدس اللہ ارواحہم معلوم
میگردد اکثر مشائخ این طریقہ کہ در سلسلہ

اور و دین اوتاد جو اوس قطب زمان
سے نیچے ہیں وہ نائب منائب ان میں
کے ہیں۔ یعنی امیر المومنین حضرت عمر اور
امیر المومنین حضرت عثمان اور امیر المومنین حضرت
علی کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور جیسے کہ
اور نائب منائب ان اتنی چوبہ عشرہ مبشرہ کے ہیں
رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور دوسری
نسبت ارادت باطن میں شیخ ابو القاسم گرگانی
کے۔ شیخ ابو عثمان مغربی سے۔ اور از اون کو
ابو علی کاتب سے۔ اور از اون کو ابو علی
رود باری سے اور انکو جنتی بغدادی سے۔
اور انکو سری سقطی سے اور انکو معروف کرخی
سے۔ اور شیخ معروف کرخی کو دو طرف سے
ہی۔ ایک تو داؤد طائی سے۔ اور انکو بحسب
عجی سے۔ اور انکو حسن بصری سے اور انکو
امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور
انکو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے اور دوسری نسبت شیخ معروف کرخی
کو حضرت امام علی موسیٰ رضا سے ہے اور
انکو اپنی والد بزرگوار امام موسیٰ کاظم سے۔ اور
انکو اپنی والد بزرگوار امام جعفر صادق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ انتہا تک۔ جیسے اوپر
بیان کیا ہے۔ ان مشائخ قدس اللہ
سرہ کے سلسلہ کے بیان سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس طبعہ فقہ کے اکثر مشائخ

ہم کو تیرا ویسی بود و اند و معنی او ویسی آن است
 کہ حضرت شیخ طریقت شیخ فرید الدین
 عطار قدس اللہ سرہ کہتے اند قوسے از
 اولیا و اللہ بایستند کہ ایشان را مشایخ طریقت
 و کسبہ حقیقت او بپسبان نامند و انشا از
 دوزخا ہر حاجت پر پیر می نمود زیر کہ
 ایشان را حضرت نبوت صلی اللہ علیہ
 سلم یا روح ولی از اولیا و حق و رحمت
 خود پرورش میدہد ہو واسطہ غیری چنانکہ
 او پس را داد رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
 سلم و این مرتبہ عالی تا کہ را دہند ذلک
 فضل اللہ یوتیہ من یشاء و بسیارے
 از مشایخ طریقت را در آوان سلوک
 توجہ باین مقام بودہ است چنانکہ شیخ
 ابوالقاسم گرگانی طو سکی مشایخ ابوالخباب
 نجم الدین کبری بایشان می پیوند و شیخ
 ابوسعید ابوالخیر و شیخ ابوالحسن خرقانی
 وغیرہم وغیرہم و او ویسی را در سلوک و
 وصول بغض ربانے و تجلیات رحمانے
 ارواح مقدسہ و سایطہ می باشند اما
 در طریقت جذبہ کہ طریق وجہ خاص
 ہر شیخ واسطہ در میان نبود۔

او ویسی ہوئے ہیں جو او پر بیان ہوئے ہیں اور
 او ویسی کے یہ معنی ہیں کہ حضرت شیخ طریقت شیخ
 فرید الدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اولیا
 اللہ میں ایک ایسی اولیا ہیں کہ ان کو مشایخ طریقت
 اور کبری حقیقت او ویسی کہتے ہیں ان کو ظاہر
 میں پیر کی حاجت نہیں ہوتی کہ ان کو حضرت
 نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اور کسی
 ولی کی روح اولیا اللہ میں سے اپنی آغوش
 عنایت میں پرورش کرتی ہی ہو واسطہ اور
 وسیلہ کسی اور کے جیسی حضرت او ویسی کرتی کو۔
 حضرت رسالت پناہ نے کی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم اور بہت مرتبہ جب کہ خدا دیدی ذلک فضل اللہ
 یوتیہ من یشاء اور اکثر مشایخ طریقت کو زائد ملکہ کہ
 اس مقام کی طرف توجہ ہوئی ہی۔ جیسے شیخ ابوالقاسم
 گرگانی طوسی کو کہ سلک شیخ ابوالخباب نجم الدین
 کبری کا ان ہی جا ملتا ہے۔ اور شیخ ابوسعید
 ابوالخیر اور شیخ ابوالحسن خرقانی اور ان کے
 سوا اور بھی۔ اور او ویسی کو سلوک میں وصول
 فیض ربانی اور تجلیات رحمانی کا جو ہوتا ہے
 ان میں ارواح مقدسہ واسطہ ہوتی ہیں لیکن
 جذبہ کے طریق میں کہ وہ ایک طریق و وجہ خاص
 کوئی واسطہ در میان نہیں ہوتا۔



بدان اعطاک اللہ تعالیٰ وایانا جان ای سا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور ہر

صاحب کتبائات الکمال ذکر طریقہ سلوک
و معلول این طائفہ بر سر گوند است اول
طریق ذکر است و چون ذکر از روی لفظ
لفظی گویند است و از روی مدلول بمانند
پس برین است میان مشق و حق پس
ذکر نوع از تباطی حاصل خواهد شد که
آن علم لدنی است خارج است از تعلیم
و تعلم و ذکر اسم ذات و لفظی و اثبات
هیچ است مگر طفل را که هرگز بهیچ ملکة قرات
حاصل نشود و مشایخ طریقت قدس اللہ
ارواحهم از جمله اذکار ذکر لا اله الا
اللہ را اختیار کرده اند و حدیث بیو
چنین وارد است که افضل الذکر لا اله
الا اللہ و حبیب و ندگان نیتہ لسان
و حقیقت حجاب انتقامش صور کونیہ
است و در دل و درین انتقامش نفس
حق و اثبات غیرست پس از خلاص شرک
خفی جز بملازمت و مداومت بر معنی
این کلمہ کہ لفظی یا سوای حق و اثبات
حق سبحانہ تعالیٰ حاصل نیاید بطریق
ذکر است لب بلب زبان بجا می آید
و نفس را در درون حبس کند چنان کہ
بسیار تنگ شود و حقیقت دل کہ عبارت
از ان لطیفہ ذرا کہ است کہ در طرق العین
اورا آسمان رفتن و در تمام عالم سیر کردن میرسد

نہایات کمال کسراج سفاکری کہ سلوک
رو و قبول کا طریقہ ان بزرگون کا تین
طرح ہے اول تو ذکر کا طریقہ ہو اور جبکہ ذکر از
لفظ و لفظی کہ کوئی ہیچ اس موجودات حق
ہو اور از روی معنی کے ربانی ہو تو یہ مزین ہے
یعنی پنج من ہی خلقت اور اللہ تعالیٰ کی اور ذکر
کی سبب ایک ایسا ارتباط حاصل ہوگا کہ وہ علم لدنی
جو سیکھے اور کجای سونہیں آتا اور ذکر اسم ذات کا
اور ذکر اسم ذات کا اور ذکر لفظی و اثبات کا منزل
ہو کہ ہے عیہ پہنچے جہا تک تجو کرین شفا
نہیں آتا اور مشایخ طریقت قدس اللہ و اہم نے سب
ذکر و معنی کہ لا اله الا اللہ کا اختیار کیا ہو اور حدیث شریف
مین یون آیا ہے کہ افضل الذکر لا اله الا اللہ یعنی افضل
ذکر لا اله الا اللہ ہے و ساگون کا حجاب میان کا
نتیجہ ہے اور حجاب کیا چیز ہے سیکہ کہ موجودات
صورتیں جل میں نقش ہوں و در جبل میں موجودات کے
صورتیں نقش ہوئیں تو حق کی لفظی اور غیر کا اثبات ہوا
تو خلاص شرک خفی سے بھی ہوتا ہے کہ اس کلمہ کے
معنی پر ہمیشہ رہے و ملازم کر کے کہ اس کلمہ میں حق
کا اثبات اور غیر کی لفظی ہے طریقہ ذکر کا یہ ہے
کہ لب کو لب پر زبان تالو سے لگائے اور دم
کو رو کے گراس قدر کہ بہت تنگ نہ ہو جائے
اور دل کی حقیقت کو کہ ایک لطیفہ ذرا کہ ہے -
ایسا کہ بلکہ مارتے میں آسمان پر پہنچ جائے
اور تمام عالم میں پھر آئے

از ہر اندیشہا خالے سازد و دیرا
 بدل مجازے کہ گوشت پارہ ایست
 بر صورت صنوبری جانب چپ متوجہ
 اگر داند و بدکر کردن مشغول کند برین نیج
 کہ کلمہ لا الہ الا اللہ جانب راست متصل ناف
 کشد باز کتف راست حرکت دادہ تا برست
 رساند و کلمہ لا الہ الا اللہ سخت بر دل صنوبری
 زند چنان کہ حرارت او بہ تمام اعضا
 برسد و محمد رسول اللہ را از جانب چپ
 بہا بجانب راست برود و در طرف نفعی وجود
 جمیع محدثات را بنظر فنا مطالعہ کند
 یعنی چون بدل گوید لا الہ الا اللہ برآ
 این بخیال اندیشہ معنی لاموجود و تصور
 کردہ ہمہ اشیا را و خود را درین
 اندیشہ محو کند و در طرف اثبات وجود
 حق سبحانہ تعالی را بنظر بقا ملاحظہ نماید
 یعنی چون الا اللہ گوید ملاحظہ کند انجہ
 موجود است حق است و طریق ذکر اسم
 ذات آنت کہ متوجہ قلب صنوبری
 شدہ اسم مقدس اللہ ہمہ تمام و شد
 تمام از تحت ناف می کشند و بزبان
 دل ذکر می گویند یا ملاحظہ معنی بچون
 بعضی از کیرای این طریقت حقیق ہر
 ذکر این معنی را ملاحظہ می کنند کہ توئی
 مقصود و توئی موجود و بعضی صورت پیر

سب اندیشوں سے خالی کرے اور اسکی
 دل مجازی کے طرف کہ وہ ایک گوشت کا
 ٹکڑا صنوبری شکل ہے۔ بائیں طرف کو متوجہ
 کرے اور ذکر کر تبین مشغول کری اس طرح
 کہ کلمہ لا الہ کو ناف کے متصل داہنی طرف سے
 کھینچے پھر داہنے ہونڈھے کو حرکت دے کہ
 بائیں ہونڈھے پر پہنچے اور کلمہ لا الہ کو زور سے
 دل صنوبری شکل پر ایسی ضرب دے کہ اوسکی
 حرارت تمام اعضا میں پہنچے اور محمد رسول اللہ کو
 بائیں طرف سے داہنی طرف کو لیجائی اور طرف
 میں تمام موجودات کو فنا کے نظر سے دیکھے۔
 یعنی جب دل میں لا الہ الا اللہ کہے تو اسکی برابر
 ہی خیال یہ کرے کہ لاموجود یعنی کوئی موجود
 نہیں تمام اشیا کو اور اپنے تئیں مٹا دے
 اور اثبات کی طرف میں حق سبحانہ کو بقا کی
 نظر سے ملاحظہ کرے یعنی جب الا اللہ کہے تو
 یقین کرے کہ جو کچھ موجود ہے حق ہے
 اور اسم ذات کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ قلب
 صنوبری کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے اسم
 مقدس کو خوب مد و شد کے ساتھ زیر زبان
 سے کھینچتی ہیں۔ اور دل کی زبان سے ذکر کرتے
 ہیں۔ اور بچون کے معنی خیال میں کہ جی میں
 اور بعضی اس طریقہ کے بڑے بزرگ اس
 ذکر کے پیچھے یہ لحاظ میں رکھتے ہیں کہ توئی
 مقصود ہی اور توئی موجود ہی اور بعضی اپنے پیر کو

در خیال نیست تصور می کنند و گفته اند باز
 و اشتغال نفس در وقت ذکر سبب آثار
 لطف است و مفید شرح صدر است
 و اطمینان دل است و موثر است در
 تقی خواطر و عادت کردن ببارداشتن
 نفس سبب و جدان حلاوت غلیم است
 و بواسطه مطالع جمیع کمونات به نظر
 فنا و مشاهده وجود قدیم حق سبحانه
 بنظر بقا و ملازمت بر این ذکر حقیقت
 توحید و در دل ذکر قرار گیرد و چشم بصیرت
 و سه کشادہ گردد تا اورا میان شرع
 و عقل و توحید هیچ تناقض نہ نماید
 و درین مقام ذکر صفت لازم دل گردد
 بعد از ان بجا رسد کہ حقیقت ذکر با
 جوهر دل یکے شود و هیچ اندیشه غیر
 نماند و ذکر در مذکور فانی گردد و چون گوار
 دل از زحمت اغیار خالی گردد و حکم کلام
 کَسْبَعِي اَكْبَعِي وَلَا سَمَاعِي وَلَا كُنْ كَسْبَعِي
 قَلْبِي عَكْبِي مَعِي جِبَالِ سُلْطَانِ اَلَا
 اَللّٰهُ تَجَلِي نَمَیْد و حکم و عدہ آؤ کر گم مجسّر
 از لباس خوف و صوت و خاصیت
 کل شے هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَ اَشْكَارِ
 شود تا کہ وجود روحانیت باقی است
 و برتب فنا فرسیده است آن
 ذکر حقیقت خفیہ نیست و چون حقیقت

تصور میں رکھتی ہیں۔ اور فرمایا کہ ذکر کے وقت
 سانس کو روکنے کا سبب آثار لطف کا۔ اور شرح صدر کا
 مفید ہو اور دل کو اطمینان ہو گا ہی اور غلطی دل
 میں نہ کرنے کے واسطے بہت اچھا ہے۔ اور سانس
 روکنے کی عادت کر کے تو ایک عادت عظیم ہوئی
 جو بسطی اللہ کرنے تمام کمونات و موجودات کے
 فنا کی نظر سے اور حق سبحانہ کے وجود قدیم کے مشاہدہ
 کرنے سے بقا کی نظر سے۔ اور اس ذکر پر ملازمت
 کر نیے توحید کی حقیقت و ذکر کے دل میں قرار پکڑتی
 ہو اور اسکی بصیرت کی آنکھ کھل جائی ہے کہ اسکو درجہ
 شرع شریف کے او عقل اور توحید کے کھیتنا قفس
 نہیں معلوم ہوتا ہو اور اس مقام میں ذکر دل
 ایک صفت لازم ہو جاتی ہے اسکے بعد ایسی مقام
 میں پہنچتا ہے کہ ذکر کی حقیقت اور جوہر دل ایک
 ہو جاتے ہیں اور غیر کا کچھ نہ دیشہ نہیں رہتا اور
 ذکر مذکور میں فانی ہو جاتا ہے۔ جب دل کی
 بارگاہ اختیار سے خالی ہوئی تو جو جہاں حدیث
 تہم سی کے میری وسعت نہیں کہتی میں اور نہ میرا
 آسمان لیکن میری وسعت ہے مومن بندہ کے دل
 میں سلطان الا اللہ کا جمال تجلی کرتا ہو اور
 آؤ کر گم یعنی میں تمہارا ذکر کروں کے وعدہ کا حکم
 حرف آواز کے لباس سے مجبور آشکار ہوتا ہے نہ بر شے
 ہلاک ہو نیوالی ہو مگر اللہ کی وجہ کی خاصیت ظاہر
 ہوئی ہو جب تک نہ جانیت کا وجود باقی ہو اور فنا کے
 مرتبہ کو نہیں پہنچا ہے وہ ذکر خفیہ نہیں ہے حقیقت

افصال و اخلاص کا رٹا ہری و باطنی
کامل و مثانی تر از قول لا الہ الا
اللہ نیست و نیز مشائخ گفتہ اند
اگر چہ دل بذاکر گویا گردد از سے
در ذکر کرنے باید ایستاد علی الخصوص
بیش از صبح و بعد عصر و نماز شام
و حضرت خواجہ امام علی حکیم
ترتبی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ اند
کے کہ دوام دولت ایمان طلبید
باید کہ در ہر جائے و ہر کارے
عادت دے گفتن کلمہ لا الہ
الا اللہ بود ظلمت شرک خفت
ہموارہ باین کلمہ دور گشت و
ہم ایشان فرمودہ اند کہ بیداری
دل را درجات است و بیداری
بیسرخی شود الا بہ اقتضا و اقتضا
دوام ذکر است در لزوم و لفظہ و
بیضے مشائخ ذکر لا الہ الا اللہ را
اختیار کردہ اند و محمد رسول
اللہ را در دے مضمومی دارند و
مشائخ ماقدر اللہ ارواحہم کلمہ
مستام را سے گویند و قال
حجۃ الاسلام گمان میر کہ روزن
دل بملکوت بے خواب و بمرگ
کشاہ نہ گرد و کہ این چنین نیست

اور کوئی ذکر ظاہری و باطنی بہت
کامل و مثانی لا الہ الا اللہ سہ نہیں
ہے اور یہ بھی مشائخ نے فرمایا ہے
کہ اگر چہ دل سے ذکر جاری ہو جائے
تو بھی ذکر کرنے کی کوشش سے باز نہ
علی الخصوص کہ صبح سے پہلے اور عصر اور
شام کے بعد۔ اور حضرت خواجہ امام
علی حکیم ترتبی نے فرمایا ہے کہ جو اپنے
ایمان کے دولت ہمیشہ چاہے وہ
اپنے ہر کام میں اور ہر جائے لا الہ
الا اللہ کہنے کے عادت کیلے ہمیشہ
ظلمت شرک خفی کے اس سے دور
کرنا رہے اور یہ بھی انہوں نے فرمایا
ہے کہ بیداری دل کے واسطے بہت
درجے ہیں اور دل کی بیداری
بیسر نہیں ہوتے مگر اقتصاد سے
اور اقتصاد کیا ہے دوام ذکر
سے سوتے اور جاگتے اور بظلمے
مشائخ نے ذکر لا الہ الا اللہ اختیار
کیا ہے اور محمد رسول اللہ کو اولین
رکبتے ہیں اور ہمارے مشائخ قدس اللہ عنہم
تمام پورا کلمہ کہتے ہیں۔ اور حجۃ الاسلام
نے فرمایا ہے کہ گمان نہ کرے کہ دل
کا روزن ملکوت کی طرف بغیر سوتے کے اور یہ
مرنے کے نہیں کھلتا۔ کیونکہ یوں بات نہیں

بلکہ اگر کوئی بیداری میں ریاضت کرے
 اور دل کو غضب اور مشہوت اور
 اخلاق بد سے اور بری کاموں سے
 اس جہان کے بچائے۔ اور ایک
 خالی جائے بیٹھے۔ اور آنجنابین بند کرے۔
 اور حواس منظر کرے اور دل کو ملکوت کی
 مناسبت دے۔ اور اللہ اللہ اللہ ہمیشہ
 دل سے کہے زبان سے نہیں اس قدر
 کہ اپنے سے اور سارے عالم سے بے خبر
 ہو جائے۔ اور کسی چیز کی خبر نہ لے جیسا
 ہو تو اگرچہ بیدار ہو وہ دل کا وزن ملکوت
 کی طرف کھینچا جائے۔ جو کچھ اور لوگ خواب
 میں دیکھیں وہ بیداری میں دیکھ لیتا ہے
 ارواح میں اور فرشتے اچھی اچھی صورتوں
 میں اسے نظر آئیں اور پیغمبروں علیہ السلام
 کو دیکھنے لگے اور ان سے فائدہ
 حاصل کرے اور انکی مدد پائی اور ملکوت
 آسمان و زمین اسکو نظر آئیں اور بیکاروں
 کھل جائیں وہ ایسے کام عظیم دیکھے جو بیان
 میں نہیں آسکتے۔ لیکن ابتدا میں مجاہدہ کے
 تکلیف ہے اور ریاضتیں درکار ہیں چنانچہ
 حق تعالیٰ فرماتا ہے یعنی سب چیزوں سے
 کچھ عداوت کر کے اور بالکل اپنے نہیں اللہ
 کو سونپ دے۔ اور تدبیر و ان
 سے مشغول نہ ہو ۞ ۞ ۞

بلکہ اگر یہ بیداری کے خویش رہا رہے
 کند و دل را از دست غضب و مشہوت
 و اخلاق بد و ناپایست این جہان
 بیرون کند و جای خالی بنشیند
 و چشم و سراز کند و حواس را منظر
 سازد و دل بملکوت مناسبت دہد۔
 اللہ اللہ اللہ برد و ام گوید بدل نہ
 بزبان تا چنان شود کہ از خویشین و از
 ہمہ عالم بیخبر شود و از ہر چیز خبر
 نداشتہ باشد چون چنین شود اگرچہ
 بیدار باشد آن روز کشادہ شود
 آنچہ دیگران در خواب بینند و سے
 بیدار بینند ارواح و فرشتگان در
 صور تہاے نیکو و سے را بدید
 آیند و پینا مبران را علیہم السلام دید
 گیرد از ایشان فائدہ نگیرد و عدا
 یا بد و ملکوت آسمان و زمین بوی
 نمایند و کے را کہ راہ کشادہ باشد
 کا عظیم بنید کہ در حد و صف نیاید
 و اما در بدایت کار تکلف مجاہدہ
 و ریاضات در کار است چنانکہ قول
 تعالیٰ و اذ کرا سم رڈک و تبطل
 الیہ تبطل یعنی از ہمہ چیز ہا
 گستہ گردی و ہنگی خود را بوی
 دہی و بتدبیرائے مشغول نہ کرد

کہ او سبحانہ خود کار راست گشت
 رَبُّ الشَّيْءِ وَالْعَرَبِ لَا إِلَهَ إِلَّا
 هُوَ فَاتَّخِذْهُ ذِكْرًا جَدِيدًا جُون ویرا
 بوسیله گرفتاری تو فارغ شدی با
 حلق میانہ و اَصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ
 وَاصْبِرْ لَهُمْ جَهَنَّمَ جَزَاءً لِّعَنِ صَبْرُکُنْ بر
 انچه اہل دنیا طعن و استخفاف کنند
 و ایشان را بگذار گذاشتن نیک اینہم
 تقسیم مجاہدہ و ریاضت است تا
 دل صاف شود از عبادت حلق و
 از مشہوات دنیا و از مشغلہ محسوسات
 و راہ صوفیان این است و این راہ
 نبوت است گمان مبر کہ این حال
 بہ پیغامبران مخصوص است زیرا کہ
 ہر ہمہ آدمیان در اصل فطرت
 شالبتہ آنست کہ کل مومنین بولند کہ
 فِطْرَةَ اللَّهِ تَتَّبِعُونَ عِبَارَتِ اِزِین شائستگی
 است وَ مَرَّكُمْ بَعِثْنَا فِيْهِمْ اَرْسَالَاتٍ
 بَيِّنَاتٍ لِّهَدُوْنِ فَاِنْ خَالَ اَلْيَقِظَةُ فَلَا
 تَكُنْ مِّنْ غَافِرِيْهِمْ اَنْ يَّسْأَلُوْا اِلَّا فَاِخَالَ اَللّٰهُمَّ
 اَلَمْ يَكُنْ لَّكَ اَلْحَقِيقَةُ اَلَا اِيْمَانُ بِالْبَعْثَةِ
 و جملہ محققان مجاہدہ اثبات کردہ اند و
 مرآن را بسبب مشاہدہ گفتہ اند و
 سہیل بن عبد اللہ مجاہدہ را علت
 مشاہدہ غفہ است قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی

کہ اللہ آپ او کے سب کام بہنا دیکھا
 یعنی پروردگار مشرق اور مغرب کی زمین
 کوئی سمجھو و نگارو وہ ہی پس اختیار کرتا ہو
 وکیل جب او کو وکیل کیا تو سب فارغ
 ہوا اب خلقت سے غل یعنی صبر کر جو اہل
 دنیا تجھ پر طعن کریں اور تیری حقارت کریں
 اور اوان کو چھوڑ دے اچھی طرح سے
 یہ مجاہدہ اور ریاضت کی تعلیم ہے۔ اس
 کہ دل صاف ہو جائے خلقت کی عبادت
 اور دنیا کی مشہوت سے۔ اور محسوسات
 کے مشغلہ سے۔ اور صوفیوں کا راستہ یہی
 ہے۔ اور یہ نبوت کی راہ ہے۔ اور
 یہ گمان نہ کرے کہ یہ امور پیغمبروں سے
 مخصوص ہیں۔ اس لئے کہ ہر آدمی اصل
 فطرت میں اسکے لائق ہے۔ ہر بچہ پیدا
 کیا جاتا ہے اسلام کی فطرت پر جس کا
 یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے ایسے بندے بھی
 ہیں جو بیداری میں وہ کچھ دیکھتے ہیں جو انکے
 سوا نہیں دیکھتا اگر سوئے میں تو اوس نے ہدایت
 نہیں پائی ایمان بالنبوت کی حقیقت کی
 اور مجاہدہ کو سب محققین نے ثابت کیا ہے
 اور اوسے مشاہدہ کا سبب فرمایا ہی
 اور سہیل ابن عبد اللہ نے مجاہدہ کو
 مشاہدہ کی علت فرمایا ہے۔ فرمایا
 اللہ تعالیٰ نے

وَالْاٰلِیْنَ بِجَاہِدْ دَاۤیْمًا اَللّٰہُ یُحِبُّ
 سُبُلَنَا وَاَقَالَ الْجَنیدِ رَحْمۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ شَفَاعۃُ
 مَوَدِّیۃِ الْجَاہِلِیۃِ وَ لَا یَسْتَقِیۡمُ اَللّٰہِیَا
 وَ یُجَبِّحُ الدَّلَیۡلَاتِ وَ ذَکَا لَا تَبِیۡحُ
 تَبْرُکُ الْعَادَاتِ وَ حِجْلَانِ الْمَالُوۡفَاتِ
 بَزْرِکَانَ کَفۡتِ اَزۡدَاۡصِدُقِ مَجَاہِدَتِ
 نِبَاشَدِ صَفَاۡیِ نَسِیۡرۡ نِبَاشَدِ —
 طَرِیۡقِ دَوۡمِ تَوَجُّہِ اسْتِ وَ مَرَاۡقِبِہِ
 اِیۡنِ طَرِیۡقِ اَزۡطَرِیۡقِ نَفۡحِ وَ اَثَبَاتِ اَعۡلٰی
 وَ اَقَرَبِ اسْتِ بِجَذَبِہِ وَ اَزۡطَرِیۡقِ
 مَرَاۡقِبِہِ بِمَرۡتَبِہِ وَ زَارَتِ وَ لَقَرۡفِہِ
 لَمَکِ وَ مَکُوۡتِ مِیۡ تَوَانِ رَسِیۡدِ
 اَشْرَافِ بِرِخَوَاطِرِ وَ بِنَظَرِ مَوہِبَتِ نَظَرِ
 کَرۡدَنِ وَ بَاۡطِنِ رَاۡمَنُورِ سَاۡخَتَنِ وَ دَوۡامِ
 بِجَمِیۡعِ خَاۡطَرِ وَ قَبُوۡلِ دِلہَا اَزۡدَوۡامِ
 مَرَاۡقِبِ اسْتِ وَ دَوۡامِ دَوْلَتِ مَرَاۡقِبِہِ
 بے مَقَدِّمِہِ قَطَعِ عِلَایِیۡنِ وَ عَوَایِیۡنِ وَ
 وَ صَبْرِ بِرِخَالَفَتِ نَفۡسِ وَ اَحۡتِرَازِ اَزِ
 صَحۡبَتِ اِغۡیَارِ مِیۡرۡنِہِ گَرۡدِہِ وَ مَرَاۡقِبِہِ
 اَنۡ سَتِ کَہۡ اَنۡ بَیۡجُوۡنِ وَ بَیۡجِیۡگُوۡنِ
 کَہۡ اَزۡ اَسۡمِ مَبَارَکِ اَللّٰہِ مَفۡہُوۡمِ مِیۡگَرُوۡدِ
 بے وَ اَسۡطِ عِبَارَتِ عَوۡبِہِ وَ فَاۡرِسی
 وَ عِبۡرِیۡ وَ غِیۡرَہِ وَ عَنِیۡرَ اَنۡ مَلاۡخِظِہِ
 نَمَایۡدِ دِلۡ خُوۡدِ رَاۡزِ حَمَلِ صَنُوۡہِ بِہِ
 دَوۡرِ نَدَارۡدِ وَ اِیۡنِ مَعۡنَہِ رَاۡ بِہِ جَمِیۡعِ

اور جنہوں نے مجاہدہ کیا ہماری راہ میں
 البتہ ہم ادھنکو اپنی راہ دکھاتے ہیں اور فرمایا
 جناب جنید رحمۃ اللہ نے مشاہدے میراث
 ہیں مجاہدوں کی اور نہایت بے صحت نماز کے
 نہیں ہوتی اور یہ بات میسر نہیں ہوتی۔ مگر
 عادوں کے ترک کرنے سے اور الفت کی چیز
 جدا ہونے سے بزرگوں نے فرمایا ہے جبکہ
 صدق مجاہدہ نہوگا ستر کی صفا کی نہوگی +
 دوسرا طریق توجہ اور مراقبہ ہے اور یہ طریق
 نفی و اثبات کے طریق سے اعلیٰ ہے۔ اور
 بہت قریب ہی جذبہ سے اور مراقبہ کے طریق
 سے پہنچنا ہے مرتبہ کو وزارت اور تصرف کے
 ملک و ملکوت میں اور دلوں کے خطرے معلوم
 کرنے لگتا ہے اور بخشش کے نظر کرنے کو اور کسی کے
 باطن منور کر دینے کو۔ اور دوام جمعیت خاطر اور
 دلوں کے مقبول ہونے کو یہ امور اسی دوام
 مراقبہ سے حاصل ہوتے ہیں اور دوام دولت
 مراقبہ بغیر پہلے ہونے قطع علایق اور عوایق اور
 صبر کرنا مخالفت نفس پر اور بچنا اغیار کی صحبت
 سے حاصل نہیں ہوتا۔ اور مراقبہ کیا ہے وہ
 بیچون و بیچاؤن کے معنی جو مبارک اسم اللہ
 سے مفہوم ہوتے ہیں بے واسطے کسی عبارت
 عربی و فارسی و عبری وغیرہ کے و بیان
 میں رکھنی۔ اور اپنے دل کو صنوبری
 مقام سے دور رکھنے۔ اور اس معنی کو تمام

دارک و قوی درنگا بداشت تکلف
کند تا آن زمان که بسبب مداومت
احتضار تکلف از میان برخیزد و اگر
درین معنی فتور سے واقع شود باہم
ذات کہ اللہ است با توجہ بآن معنی
مشغول شود تا کہ ذکر بماند و همان حقیقت
ذکر حاصل شود اما در ابتدا بواسطہ
ضعف کہ بقیہ است دریافت این معنی
یسر نمی شود ولیکن بتدریج این معنی
پرتواندازد و چنان شود کہ غیر این معنی
در نظر بصیرت چیز سے نہ نماید ہر چند
کہ از خود خواہد کہ تعبیر کنند تواند آناً
الحق و هو الحق و هو الحق انا الحق گردد

بشعر

ای برادر تو ہمین اندیشہ	مانی تو استخوان و ریشہ
کہ گل است اندیشہ تو گلشنی	و بود خار تو ہمیمہ گلشنی

ای عزیز حق سبحانہ و تعالیٰ نفس نا طہرا
استعداد سے بخشیدہ است کہ ہر امر سے
کہ مستحق فی نفس الامر است روی از دنگ
ہمان پذیرد و ہر چیز ہر اک نصیب العین
خود سازد حکم آن گمیدہ
کہ گل گذرد بخاطر گلشنی و بلبل بقرار بلبل
تجزوی و حق گشت اگر روز اندیشہ کلانیشہ کنی پس باشد
و طریقہ کہ نگاہداشت این آسان تر باشد
آن است کہ دم را زین ناف جس کردہ

تمام ہر کون اور قوتوں میں خواہ مخواہ نگاہ رکھ
جب بیک و سکی مداومت سے یہ زبردستی نگاہ
رکھنا دور ہو جائے اور جو اس معنی میں کچھ نہ تو
ہو جائی تو اس نام ذات یعنی اللہ اوسکے معنی کی طرف
مشغول ہو۔ اوسے معنی سے تاکہ ذکر رہ جائے اور
ہی حقیقت ذکر کی پہل ہو لیکن ابتدا میں اوس
منع کے سبب جو باقی ہے اس معنی کا پہل
کہ تا میسر نہیں ہوتا۔ مگر آہستہ آہستہ ہو جاتا ہے
اور ایسا ہو جاتا ہے کہ اس معنی کے سوا اوس کی
بصیرت کی نظر میں کچھ نہیں رہتا۔ ہر چند چاہی
بھی تو بھی نہیں بیان کر سکتا انا الحق اور حق
الحق۔ انا الحق ہو جاتا ہے ترجمہ شعر۔
ای بھائی تو تو فقط اندیشہ ہے + اور باقی تو
ہڈیاں اور گوشت ہے + اگر تیرا اندیشہ مشغول
ہو تو تو باغ ہے + اور جو کا شاخ ہے تو ایندھن
ہے بھٹی کا + ای عزیز حق سبحانہ تعالیٰ نے نفس
نا طہ کو ایسی استعداد بخشی ہے کہ جس امر کی طرف کہ
نفس الامر میں مستحق ہے متوجہ ہو اوسے کارنگ
قبول کرے۔ اور جس چیز کو اپنا نصیب العین اور
مد نظر کرے اوس کا حکم حاصل کری رہا ہے
اگر تیری خاطر میں گل گذری تو گل ہے تو + اور جو
بلبل بقرار تو بلبل ہے تو + تو جزو ہے اور حق کل
ہے اگر چند روز + گل کا اندیشہ کرے تو کل ہو جاتا
تو + اور وہ طریق جس سے اسکی نگاہداشت
آسان ہو جائے کہ سانس کو زیر ناف جس کر کے

و زین را بچشم دلربا بر لب چشمانہ
 نفس را جس گت برو چہ کہ دم در درون
 لب یار تنگ نشود و در سیر و ن آمدن و در
 درون آمدن نفس و ما بین النفسین آگاہی
 باشد تا نفسی ازین غفلت غافل نہ گردد
 و در نسبت حضور مع اللہ فتور سے واقع نشو
 تا برسہ آہنجا کہ یہ تکلن این نسبت حاضر
 دل او بود و آگاہی صفت لازم دل گردد
 چنانکہ بینائی در باصرہ و شنوائی در سمع
 اگر کہے را چنان بخود آگاہ گرداند کہ از تحت
 آگاہی و صفت شعور آگاہ ہے اور را مانند
 نہایت استخراق است و ادائل درین
 حال یعنی را حواس ظاہرہ و باطنہ از
 ادراک امور محسوسہ و معقولہ معطل باشند
 و نہایت بخود ہی رومی نماید و یعنی را
 با وجود آنکہ این معنی بکمال میر شود
 ہمہ حواس و کار خود باشند و اینحال
 اشرف و اقوی است ہر اول اگر کہے را
 و قوفے بمقادیر باب و ولایت حاصل
 شدہ است یقین او خواهد بود کہ مشہود
 و حضور و مشاہدہ کمال و ولایت را یباید
 عبارت از دوام حصول یاد داشت بہت
 تعبیر از ان آگاہی کردہ باشد اگر درین
 مقام چنان شود کہ از شعور این نسبت نیز
 بے شعور بود و بحسب ہستی حق نسبت نماند

اور زبان کوتاہی سے اور لب کو لب پر
 بند کر کے۔ سانس کو رو کے ایسی وجہ
 سے کہ سانس اندر بہت تنگ نہ ہو جائی
 اور سانس کے باہر آئے اور اندر جانے
 سے اور دونوں دونوں کے درمیان سے آگاہی
 ہو کہ نفس یعنی سانس اس شخص سے غافل
 نہ ہو جائے اور نسبت حضور مع اللہ میں فتور
 کچھ نہ آجائے تو چہے و مان تک کہ یہ تکلن
 یہ نسبت اس کے دل میں حاضر ہو اور آگاہی
 دل کی صفت لازم ہو جائے جیسے آنکھوں میں
 بینائی اور کانوں میں شنوائی۔ اگر کہے کو ایسا
 اپنے سے آگاہ کرین کہ نہایت آگاہی کے
 سبب اسکو اپنی آگاہی کا بھی شعور نہ رہی۔
 نہایت استخراق ہی اور اول اول اس حال میں
 بعضے کے حواس ظاہر اور حواس باطن امور
 محسوسہ اور محقولہ کے دریافت اور معلوم ہونے سے
 معطل ہو جاتے ہیں اور نہایت بخود ہی ہوجاتا
 ہو اور بعضی کو باوجودیکہ یہ معنی خوب حاصل
 کمال کے ساتھ ہو جاتے ہیں سبب پنچا اپنے
 کام میں ہوتے ہیں تو یہ حال بہت اشرف اور بہت
 قوی ہے پہلے حال کو اگر کسی کو اہل ولایت کے مشہد
 حال معلوم ہوگا تو وہ یقین کرے گا کہ مشہود و حضور
 و مشاہدہ جو اہل ولایت کو ہوتا ہے۔ وہ دوام
 حصول یاد داشت ہی ہے اسکو آگاہی کی عبارت
 میں دیکھا ہے اگر اس مقام میں ایسا ہو جائے کہ

و اشتغال ظاہرہ مانع نیاید از وجود
 این نسبت و حضورش مانع نیاید از اعمال
 ظاہرہ و صف شادبی و مشہودی از
 نظر مل بر خیزد و چنان در مجسمی گم گردد
 کہ از ذہن فصل ماند و نہ صفت نہ اسم و
 نہ ذات این را بزرگان تعبیر بقاافت کرده
 اند اگر حق سبحانہ تعالیٰ اورا ازین مقام ترقی
 بخشد و ببقا بعد الفت رساند از خود
 محض عنایت نورے بخشد کہ بآن نور
 تواند دید کہ مشاہدہ جزو جل ذکرہ نیست
 و اشتیاء ہمہ منطہا ہر و مجالی آنحضرت
 است جل ذکرہ و این معنی ملکہ و سے
 گردد اورا از جملہ بالغان شمرده اند
 ویراے تکمیل ناقصان مقرر شود و
 اجازه کرده اند بصحت و تربیت مستعدان
 این طریق و در ہمین مقام اگر دل را نکین
 حاصل شدہ است حالش ہمہ شادی
 و منہج بود کہ کوئین در جنیت او بمقدار
 خرد دل نیرزد و اگر نظر دل بران بود
 کہ ہنوز چہیری ماندہ است کہ بآن نرسیدہ
 است حالش ہمہ شوق و مشتاق و اضطراب
 و اشتیاق از ہر بیج کاٹے از انبیاء
 و غیر ایشان زائل شدہ است ہمیشہ حق
 سبحانہ و تعالیٰ دوستان خود را درین
 فرج و اندوہ و اشتیاق سے داد

اور اشتغال ظاہری او سکواس نسبت و مانع نہون
 اورا و اس کو حضور مانع نہون ظاہری اعمال
 و صف شادبی اور مشہودی او اس کے
 دل کی نظر سے اٹھ جائے۔ اور ایسا درایہ بیستی میں گم
 ہو جائے کہ اس سے نہ فعل نہ اسم و نہ صفت اور نہ ذات
 اور نہ ذات۔ اسکو بزرگون نے فنا کیا ہے
 اگر اسکو حق سبحانہ تعالیٰ مقام ترقی بخشے اور
 اور فنا کے بعد ببقا ہر اسکو ہر چار تو اپنے پاس سے
 محض عنایت سے ایسا نور بخشتا ہے کہ اس نور سے
 وہ دیکھ سکتا ہے کہ مشاہدہ سوا ہی اللہ کے نہیں
 اور کل اشیا اس کے منظر اور تجلی گاہ ہیں۔ اور
 یہ امر اس کا ملکہ ہو جائے۔ ایسے شخص کو
 بالفن میں سے گیتا ہے۔ اور ناقصون
 کے کامل کرنے کو مقرر ہوتا ہے۔ اور
 اجازت دی ہے۔ صحت اور تربیت کے اونکے
 جو اس طریق کے مستعد ہوں۔ اور اسی مقام میں
 ممکن دل کو حاصل ہوئی ہے تو اس کا یہ حال ہے
 کہ تمام دہانکل خوشی اور فرح ہے ایسی جیسے مقابل
 میں دو نو جوان رملی کے دانہ کی برابر بھی نہیں اور جو
 دل کی نظر اوپر ہو کہ ابھی کچھ رہ گیا ہے کہ اسکو نہیں
 ہے تو اسکا حال تمام شوق و تعلق اور اضطراب
 میں ہوتا ہے۔ ہرگز یہ اضطراب و اشتیاق
 کسی کامل سے انبیا اور غیر انبیا سے زائل نہیں ہوا
 ہمیشہ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے دوستوں کو اس
 خوشی اور غم اور اشتیاق میں رکھتا ہے نہ

الی میعاد یوم اللقاء زیر اید ہر لحظہ کنگھی
 شرف کنند بواسطہ این تجب استعداد دیگر
 حاصل شود الی غیر انہایت پس ہر چند کہ
 زلال تجلیات اشرف شگنی میں نہ افادتہ
 تجلیات حقیقی منقطع و نہ غلط مجاہد جمال
 در نقصان و زوال شعرا -
 شریعت الہی کا سابعدا کا پس -
 خداوند الشیاب و لادوبت -
 طریق سیوم رابطہ آنت پیسیر کہ بمقام
 مشاہدہ رسیدہ باشد و بہ تجلیات
 ذاتیہ متحن گشتہ باشد دیدار وے
 بمقتضای ہم لادین اذا را و ذکر اللہ
 فائدہ ذکر دہد و صحبت وے موجب ہم
 جلساء اللہ نتیجہ صحبت مذکور دہد چون
 صحبت چنین عزیزے دست و ہد و اثر
 آن را در خود بیا بد چند انکہ تواند آن را
 نگاہدارد و اگر حاضرین نظر میان دو ابرو
 وے نگاہدارد و چنان رابطہ نماید کہ بجز وجود
 آن عزیز ہیچ نمائد و از وجود خود منقطع
 گردد بوجود وے متصف گردد و اگر
 در آن صورت واقع شود باز صحبت وے
 رجوع نماید تا از برکت او آن معنی یرتو
 اندازد و چنین مرتہ بعدا غری تا آن زمان
 کہ کیفیت معہودہ مکہ وے گردد و در غیبت آن
 عزیز صورت ویرا در خیال گرفتہ بجمع ہوا

قیامت ممکن پس واسطہ کہ جب کسی تجلی و شرف
 ہوتا ہے تو اس تجلی کے سبب دوسری تجلی کی
 استعداد حاصل ہوتی ہے اسی طرح آگے ہوتی
 جلی جاتی ہے بے نہایت - تو جہد تجلیات یا
 ہوتی جاتی ہیں اشتیاق زیادہ ہوتا جاتا ہے
 زاودہر سے تجلیات فیض کا منقطع ہونہ اور
 سے مجاہد جمال کی پیاس کم ہو تو جہد شعرا -
 عین صحبت کی شراب کے پیالے پے در پے پے
 نہ شراب چکی اور نہ میں نے بس کی +
 تیسرا طریق رابطہ ہے - رابطہ اوی کہتے ہیں کہ لایا
 پیسیر ہو کہ مشاہدہ کے نام کو پہنچا ہوا ہو اور تجلیات
 ذاتیہ سے متحن ہو اوس کا دیدار بوجیب (وہ وہ
 لوگ ہیں کہ جب انکو لوگ دیکھیں انکو کا ذکر کریں
 کے ذکر کا فائدہ دیتا ہے اور اوسکی صحبت جب
 (وہ اللہ کے ہمنشین ہیں) کے نتیجہ اللہ کی صحبت
 کا دیتی ہے جب ایسی عزیز کی صحبت حاصل ہو
 اور اوس کا اثر اپنے میں پائے - جہد ہو کے اوسکو
 نگاہ رکھے - اگر موجود ہو تو اوسکی دونوں ابرو کے
 درمیان نظر کریں - اور ایسا رابطہ کریں کہ سوا اس
 عزیز کے اور کسی کی ہستی نہ ہو - اپنی ہستی
 نکل کر اوسکی ہستی سے متصف ہو جائی اور جو اگر
 میں کچھ صورت واقع ہو جائی تو پھر اوسکی صحبت میں
 رجوع کریں تا اوسکی برکت سے وہ امر حاصل ہو سکے
 اور اسی طرح ایک بار دوبار تیس بار کریں جب تک کہ
 کیفیت معلومہ مکہ نہ ہو جب تک ایسا کریں اور جو

ظاہری و باطنی متوجہ قلب صنوبری گردد
 ہر خاطر کی کنش و بدلفی کند تا کیفیت بخود
 روی نماید و بیچ طریق ازین اقباب نیست
 بسیار باشد کہ چون مرید را قابلیت آن
 باشد کہ پیر دروست تصدق کند در اول مرتبہ
 و یرای مرتبہ مشاہدہ رساند بزرگان
 گفتہ اند اصحاب مع اللہ فان لم یکن
 لطیفاً مع من یصحب مع اللہ یعنی
 ہستی دار کہ آگاہی کہ پیر تو ہیست از
 تجلے ذاتی مشرف شدہ از تعلق کوئین
 خلاص گردی و اگر طاقت این چنین
 کارے نداری آگاہ یکسانے باش
 کہ یہ پیر تو این تجلے مشرف شدہ
 اند و از خود رہائی یافتہ و ہمت شریف
 شان از دلش تعلق بغیر نجات یافتہ
 در کریمہ کو ذامع الصادقین اشارہ
 ہمین است و کہے را کہ صفائی فطرت باقی
 باشد با اشارہ صاحب دولت کہ بیشہود
 ذاتی رسیدہ باشد در اندک وقت
 این دولت حاصل آید بے آنکہ رضیت
 و محنت بسیار کشد + شعر
 آنکہ بہ تیر نزدیک نظرش شمس دین
 طعنہ زندہ بردہ سخرہ کند بر چہ

فصل

ظاہری و باطنی سے قلب صنوبری کی طرف
 متوجہ ہو۔ جو خطر و پریشان کرے تو کیفیت
 بخود ہی کی حامل ہو اور اس طریق سی کوئی اور طریق
 بہت نزدیک نہیں ہو۔ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ مرید
 میں اگر ایسی قابلیت ہو کہ پیر او میں تصرف کرے
 تو پہلے ہی دفعہ میں مشاہدہ کو پہنچا دیتا ہے۔ بزرگان
 نے فرمایا ہے (یعنی ایسی ہمت رکھ کہ آگاہی سے
 جو ایک پرتو ہے تجلی ذاتی کا مشرف ہو کہ کوئین کی
 تعلق سے خلاصی پائی اور جو ایسا کام کی طاقت
 نہیں۔ آگاہ اول لوگوں سے ہو جو اس تجلی
 مشرف ہوئی ہیں۔ اور اپنی خودی سے رہائی
 پائے ہوئے ہیں اور انکی ہمت شریف غیر کہ
 تعلق سے نجات پائی ہوئی ہے آئہ کریمہ (وہو)
 تم ساتھ صادقون میں اسی کی طرف اشارہ
 ہے جسکے صفائی فطرت باقی ہوتی ہے وہ
 کسی ایسے صاحب دولت کے اشارہ سے بشہود
 ذاتی کو بھونچا ہوا ہو۔ بخوڑے عرصہ میں اس وقت
 کو بھونچ جاتا ہے بے ریاضت اور بدون
 بہت محنت کرنے کے۔ توجہ شعرب
 جس کو تیر تیرین شمس دین نے ایک
 نظر دیکھ لیا وہ طعنہ کرنا ہے
 وہی پیرا و نہ تھا
 چاہے

فصل

در بیان کلمات قدسیہ خواجہ علی بن ابی طالب
علی دانی کہ سر حلقہ سلسلہ خواجگانند
لاحرم القادسیہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ دانشن طریقت
این عزیز است موقوف بر آستین سع فوائد
آختر کہ سالکان این طریقت را از و جاریست
درین فصل ایراد کردم و حضرت خواجہ
وصیت نامہ ایست در آداب طریقت کہ
برای فرزند معنوی خود خواجہ اولیا اکبر
قدس سرہ نوشتہ اند مشتمل بر فوائد بزرگ
و فوائد جلیلہ کہ ناگزیر ہر ہمہ سالکان و
مردان ست و از جملہ وصایاست این
چند فقرہ جامعہ کہ ایراد می یابد وصیت
میں کتم ترا ای فسرزند من بعلم و ادب
و تقویٰ در جمیع احوال بر تو باد کہ نتیج آثار
سلف کنی و ملازم سنت جماعت باشی
وفقہ وحدیث آموزی و از صوفیان جاہل
بہ ہر ہیزی ہمیشہ جماعت گذاری باشد
آنکہ امام و موزن نباشی ہرگز طلب
شہرت کن کہ شہرت آفت است و بمبصری
مقید مشو و ائم گم نام باش و در قبایہا
نام خود منویس و بکلمہ قضا حاضر مشو و
ضمان کسے مباش و بوحایای مردم دریا
و بالوک و اینای لوک صحبت مدار و خانقا
بنام کن و در خانقاہ فشین و سماع بسیار
کن کہ سماع لائق بدید آمد و دل را بمیراند

بیان میں کلمات قدسیہ کے حضرت خواجہ
علی بن ابی طالب علی دانی رح جو سر حلقہ بین خواجگان
سلسلہ کے۔ انکی اصطلاح کے الفاظ جیسے آکا طریقت
معلوم ہوتا ہے مع اور فائدہ دیکھے جو اس طریقت کے
سالکان کو بہت ضرور ہے اس فصل میں ہم بیان
کرتے ہیں اور حضرت خواجہ کا ایک وصیت نامہ
ہے آداب طریقت میں جو انہوں نے اپنے فرزند
معنوی خواجہ اولیا اکبر قدس سرہ کے واسطے
لکھا ہے جس میں بہت بڑی بڑی فائدہ دہی ہیں۔
جو سب سالکان اور مریدوں کو بہت ضرور
ہیں اور ان سب نصیحتوں میں سے یہ چند
ایسے فقرے ہیں کہ جامع ہیں وہ کہے جاتے
ہیں۔ شروع میں وصیت کرتا ہوں اوی میری
فرزند علم و ادب اور تقویٰ کے۔ ہر حال میں تو
اپنے پر لازم کر لے کہ پیروی آثار سلف کی کرے
اور تو ملازم سنت جماعت کا ہووے۔ اور تو
فقہ اور حدیث سیکھے اور جاہل صوفیوں کے کنارہ
کرے ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھے۔ اس شرط
سے کہ موزن اور امام تو ہوں ہی۔ ہرگز شہرت
طلب نہ کرے کہ شہرت آفت ہے۔ اور کسی
منصب کا مقید نہ ہو ہمیشہ گم نام رہو۔ اور قبایہ
میں اپنا نام نہ لکھ۔ اور حکمہ قضا میں کبھی نہ جام
اور کسی کا ضامن نہ ہو۔ اور لوگوں کی صحبتوں
میں نہ پڑ۔ اور بادشاہ اور شہزادوں سے صحبت
اور خانقاہ نہ بنا۔ اور خانقاہ میں نہ بیٹھ۔ اور نہ

و بر سماع و تکرار کمن کسماع را اصحاب سماع
بسیار اند گوی دکم خورد کم خب و اند فلز
بگریز بچنانکه از شکر بگریزد ملازم خلوت خود
باش و با مردمان و زمان و چند عال و
توانگران و عامیان صحبت مدار لال بجز
و از مشبه پرہیز دانا توانی زن مخواه کہ
طالب دنیا شوی۔ و در طلب دنیا دین
بباد و دہی۔ بسیار مخند۔ و رہم بختیم شفت
بگری۔ و اسبج فرسے را حقیر شمیری۔ ظاہر
خود را میارے۔ کہ آرایش ظاہر از خوبی
باطنست۔ و یا حسی مجادلہ کن و از کسے
بچیزے مخواه۔ و کسے را خدمت مفرے و
شایخ را مال و تن و جان خدمت کن و
افعال ایشان را انکار منہائے کہ منکد ایشان
ہرگز رسنگاری نیابد بدنیہ و اول دنیا مغرور
مشو۔ باید کہ دل تو ہمیشہ اندوہ گین باشد
و بدن تو بیار۔ و چشم تو گریان۔ و عقل تو
خالص و دعائے تو بتضرع۔ و جابہ تو کہستہ
و رشتیق تو درویش۔ و بایہ تو فقیر و خاند
تو سجد۔ و مونس تو حق سبحانہ و تعالیٰ +
دہم از کلمات قدسیہ حضرت خواجہ
این ہشت کلمات است کہ نیاز طریقہ خواجگان
قدیس اللہ اسرار ہم بر آست۔ ہوش در دم
نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن
یا در بازگشت۔ نگاہ داشت۔ یا در ہشت

اور سماع کا تکرار نہ کر۔ کہ سماع ۵۵۵۵۵۵۵۵
کے اصحاب سماع بہت دین۔ کم بول۔ اور کم سو
اور خلقت سے بچانک جیسے شیر سے بچانکے دین
اور اپنی خلوت کا ملازم رہو۔ اور مردمان اور
عورتوں اور بدعتیوں اور تو گروان ہی صحبت
نہ کر۔ حلال کہا۔ اور شب سے پرہیز کر۔ اور
جیتک ہو سکے نکاح نہ کر کہ دنیا کا طالب ہوگا۔
اور دنیا کی طلب میں دین پر باد کرے گا۔ بہت نہ ہیز
لوگوں کو شفت کی نظر سے دیکھ۔ اور کسی کو بھی
حقیر نہ جان۔ اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کر کہ ظاہر کی
آرایش باطن کی خرابی کے سبب حسی خلقت سے
بچھڑا نہیں۔ اور کسی سے کچھ نہ چاہ۔ اور کسی کو
کچھ خدمت نہ فرما۔ اور شایخ کے مال و جسم و جان
سے خدمت کر۔ اور اونکے افعال کا انکار نہ کر کہ انکار
منکر ہرگز روائی نہ پائے گا عذاب۔ و تنب اور
دنیا داروں پر مغرور نہو چاہے کہ تیرا دل ہمیشہ
اندوہ گین ہے۔ اور تیرا بدن بیار۔ اور انجمن ملی
ہوئے۔ اور تیری عمل خالص اور دعا عاجز و خالی
گزر گزرنے کے ساتھ۔ اور کپڑے پرانے۔ اور
تیری رفیق درویش۔ اور تیری پونجی فقر۔ اور
تیرا گھر سجد۔ اور تیرا مونس حق سبحانہ و تعالیٰ +
اور حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ میں سے یہ آٹھ
کلمہ ہیں کہ خواجگان قدس اللہ اسرار ہم کے لفظ
بنا نہیں پرہے۔ و ہین ہوش در دم۔ نظر بر قدم
سفر در وطن۔ خلوت در انجمن یا در بازگشت۔

سید الرحمن الیامی قدس سرہ السامی دلوں
 شرح رباعیات آورده اند کہ شیخ ابوالخیر
 نجم الدین کبری قدس اللہ روحہ در رسالہ
 فرائح الجہل میں فرمایند کہ ذکر سے کہ جاری
 است بر نفس حیوانات انفس ضروریہ
 ایشانست زیرا کہ در بر آمدن و قعود رفتن
 نفس حرفا کہ اشارت بغیب ہویت حق
 سبحانہ و تعالیٰ مست گفتمہی شود اگر خواہند
 و اگر نخواہند ہمین حرفہاست کہ در اسم مبارک
 اللہ است و الف و لام از برای تعریف است
 و تشدید لام از برای مبالغہ در ان تعریف
 پس می یابد کہ طالب ہوشمند در نسبت آگاہ
 حق سبحانہ و تعالیٰ برین وجہ باشد کہ
 در وقت تلفظ باین حرف شریف ہویت
 ذات حق سبحانہ و تعالیٰ ملحوظ دے باشد و
 در خروج و دخول نفس واقف بود کہ در
 نسبت حضور مع اللہ فتورے واقع نشود
 تا برسد بآنجا کہ بے تکلف نگاہ درشت او
 این نسبت ہمیشہ حاضر دل او بودہ و تکلف
 نتواند کہ این نسبت را از دل دور کند۔

رباعی

یا غیب ہویت اللہ ای حرف شناس :-
 - انفس ترا بود بران حرف اساس :-
 - باش آگاہ از ان حرف درامد براس :-
 - حرف غفتم شگرت اگر دارے پاس :-

جلد الرحمن الیامی قدس سرہ السامی رباعیات کی شرح
 کے آفرین فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالخیر نجم الدین
 کبری قدس سرہ نے رسالہ فرائح الجہل میں
 فرمایا ہے کہ جو ذکر کہ جاری کیا ہے حیوانات
 کے نفسوں پر یہ اولیٰ انفس ضروریہ
 ہیں۔ اس واسطے کہ سانس کے آنے جانے میں جو
 حرف ہمارے سے ساتھ جنب ہویت حق
 سبحانہ و تعالیٰ کے کہے جاتے ہیں۔ اگرچہ
 یا نہ جانتے ہیں وہ ہی حرف ہیں جو اللہ کے اسم مبارک
 میں ہیں۔ اور الف و لام تعریف کا ہے اور
 لام کی تشدید اوس تعریف کے مبالغے کے واسطے
 ہے۔ تو چاہیے کہ طالب ہوشمند حق سبحانہ و تعالیٰ
 کی آگاہی کی نسبت میں ایسی وجہ ہو کہ جب
 حرف تلفظ میں آئیں حق سبحانہ و تعالیٰ کی ہویت
 ذات اوس کی ملحوظ ہو اور سانس کے اندر جا
 اور باہر آتے ہیں واقف ہو کہ نسبت حضور مع
 اللہ میں کچھ فتور نہ پڑے۔ یہاں تاکہ وہاں
 پہنچے کہ بے تکلف اس نسبت کی نگاہداشت
 ہمیشہ اوس کے دل میں حاضر رہے ایسے
 تکلف سے بھی اس نسبت کو دل سے دور نہ کر سکے۔

توجہ رباعی

غیب کے ساتھ ہویت ہے ای حرف پہنچا دالے
 تیرے سانسوں کی اوی پر بنیاد ہے :-
 اوس حرف سے آگاہ رہو ہر حال میں
 مینویہ ایک نادریات بتائی ہو اگر تو نگاہ رکھو :-

پوشیدہ نہاد غیبت ہویت کہ حضرت
عبدالرحمن جامی عارف ربانی نے یہاں
ربانی گفتہ اند باصطلاح اہل تحقیق عبارت
است از ذات حق سبحانہ و تعالیٰ باعتبار
لا تعین یعنی بشرط اطلاق حقیقی کہ مفیدیت
باطلاق نیز ممکن نیست کہ درین مرتبہ
ہیچ علی وادراکے ہرگز کوئے متعلق گرد
وازیں حیثیت مجہول مطلق است +

نظر بر قدم آنت کہ ساک را در منہ
آمدن در شہر و صحرا و ہمہ جا نظر پشت
پای او باشد تا نظر او پر گندہ نشود بجائی
کہ نمی باید نیفتد و می شاید کہ نظر بر قدم
اشارت بسرعت سیر ساک بود در قطع
مسافت ہستی و طے عقبات خود برستی
یعنی ہر جا کہ نظر نہتی شود فی الحال قدم
بران نہند و آنکہ ابو محمد روم قدس سرہ
گفتہ است کہ ادب المسافر ان لا یجاؤ
بہمتہ قلایہ اشارت باین معنی است
و حضرت عارف سبحانی عبدالرحمن جامی
قدس سرہ الشامی در کتاب تحفۃ الاحرار
در منقبت حضرت خواجہ بہاء الدین قدس
سرہ این مضمون را چنین بنظم آوردہ اند

ایات

کہ زندہ بے ہمتی ہوش دم
بکہ ز خود کردہ بعزت غر
در گذشتہ نظر من از قدم
باز نماندہ قدس از نظر

پوشیدہ نہاد غیبت ہویت کہ حضرت
عبدالرحمن جامی عارف ربانی نے یہاں
ربانی گفتہ اند باصطلاح اہل تحقیق عبارت
است از ذات حق سبحانہ و تعالیٰ سے۔ باعتبار لا تعین
یعنی بشرط اطلاق حقیقی کے کہ مفیدیت
سے بھی۔ ممکن نہیں ہے کہ اس مرتبہ میں کوئی
علم اور کوئی ادراک ہرگز اس کے متعلق ہو اور
اس حیثیت سے مجہول مطلق ہے۔

نظر بر قدم یہ ہے کہ ساک کی نظر آنے جانے
میں شہر اور جنگل میں سب جگہ پشت پا
پر رہی اس لڑکے کی نظر پر نشان ہنو جہان
نچا ہے و مان نہ جاہرتے۔ اور یوں بھی
مکن ہے کہ نظر بر قدم اشارہ ہو۔ سرعت سیر
ساک سے ہستی کی مسافت کے قطع کرنے میں۔
اور خود پرستی کی گھاٹیان طو کرنے میں یعنی جس
جائی او کی نظر نہتی ہو فوراً او پر قدم رکھے۔ اور
وہ جو ابو محمد روم قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ
مسافر کا ادب یہ ہو کہ او کی ہمت او کے قدم کی
نجا ز نہ کرے اشارت اس طرف ہو۔ اور
حضرت عارف سبحانی عبدالرحمن جامی قدس سرہ
الہی کتاب تحفۃ الاحرار میں منقبت میں حضرت
خواجہ بہاء الدین قدس سرہ کے مضمون اس طرح
نظم میں لائے ہیں۔

کہ زندہ بے ہمتی ہوش دم
بکہ ز خود کردہ بعزت غر
در گذشتہ نظر من از قدم
باز نماندہ قدس از نظر

سفر در وطن آنست که سالک و طبیعت
 بشری سفر کند یعنی از صفات بشری صفات
 مکی و از صفات مکی صفات رحمانی بحکم
 تخلصاً با خلائی الله انتقال فرماید و
 حضرت مولانا سجاد الدین کاشغری قدس
 سرہ فرموده اند کہ شخصے خبیث بہر جای
 کہ انتقال کند ضاغت از وسے زائل نشود
 بہ انتقال نکند از صفات خبیثہ بدائے احوال
 مشایخ طریقت قدس سرہ در اختیار سفر
 و اقامت مختلف است بعضے از ایشان
 در بدایت سفر کنند و در نہایت مقیم
 و بعضے در بدایت مقیم شوند و در نہایت
 سفر کنند و بعضے در بدایت و نہایت
 مقیم شوند و سفر کنند و بعضے در بدایت
 و نہایت سفر کنند و مقیم نشوند و بہر طائفہ
 را ازین چار فرقہ در سفر و اقامت نتیجہ
 صادق و غرضی صحیح است چنانکہ در ترجمہ
 عوارف مشروح است آنا طریقہ خواجگان
 قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم در سفر و اقامت
 آنست کہ در بدایت حال چندان سفر
 کنند کہ خود را بلازمت عزیزے رسانند
 پس در خدمت وسے مقیم شوند و اگر ہم
 در دیار خود کسی را ازین طائفہ یا بسند ترک
 سفر کردہ بلازمت وسے مستائبند و سہی بل
 در تحصیل ملکہ آگاہی بتقدیم رسانند بعد از

سفر در وطن یہ کہ سالک طبیعت بشری سے
 سفر کری۔ یعنی صفات بشری سے صفات مکی
 طرف۔ اور صفات مکی سے صفات رحمانی کی طرف
 ہو جب تخلق باخلاق اللہ را اللہ کی غایت میں
 اختیار کروں گے اور حضرت مولانا سجاد الدین
 قدس سرہ نے فرمایا کہ شخص خبیث جسبائی انتقال
 کری یعنی جہان جہائی او کی ضاغت ہو قوت نہیں
 جب تک کہ ان صفات خبیثہ کو ترک نہ کری۔ جانتا
 چاہیے کہ مشایخ طریقت کا حال سفر و اقامت کے
 اختیار کرنے میں مختلف ہے بعضے ان میں و ابتدائے
 سفر کرتے ہیں اور انہما میں اقامت اختیار کرتے
 ہیں۔ اور بعضے ابتدائے میں مقیم ہوتے ہیں۔ اور
 اخیر میں سفر کرتے ہیں۔ اور بعضی اول اور آخر
 مقیم ہی رہتے ہیں۔ سفر نہیں کرتے اور بعضے ہمیشہ
 سفر ہی کرتے ہیں۔ اقامت نہیں کرتے۔ اور
 چار فرقوں میں ہر فرقہ کے سفر اور اقامت میں
 نیت صادق اور غرض صحیح ہوتی ہے جیسا کہ
 عوارف کے ترجمہ میں مشروح ہے۔ لیکن طریقتہ
 خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا سفر و اقامت
 میں یہ ہے کہ ابتدائی حال میں اتنا سفر کرتے ہیں
 کہ کسی عزیز کی ملازمت میں پہنچ جائیں اور پھر
 او کی خدمت میں اقامت کریں اور جو اپنی ہی ملک
 میں یا شہر میں کسی ایسے کو پاتے ہیں تو سفر ترک کر کے
 او کی ملازمت میں رہتے ہیں اور خوب کوشش
 کرتے ہیں۔ مگر آگاہی کے حاصل کرنے میں۔ بعد

موصول صفت ملکہ مسند و اقامت علیٰ اہویہ
است حضرت خواجہ عبید اللہ احسرا قدرا
سرہ فرمودہ اند کہ مبتدی را در مسند جز
پریشانی میسج حاصل نیست چون طالب
بنتجت عزیز سے رسد ویرا می باید کہ اقامت
کردہ قیام خدمت سے نمودہ وصف
تکلیف حاصل کند و ملکہ بسبب خواجگان
قدس اللہ تعالیٰ ارواہم بدست می باید آورد
بعد از آن بہر جا کہ بود میسج مانع نیست

رباعی

یارب چه خوش است بے دمان خندیدن
بیواسطہ چشم جهان را دیدن
بنشین و سفر کن کہ بنایت خوبست
بے منت پاگرد جہان گردیدن
حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی
قدس سرہ در اشعۃ اللمعات در شرح
این بیت کہ

آئینہ صورت از مسند درست

کان پذیرای صورت از نور است

چنان فرمودہ اند کہ بجانب صورت سفر کند
و جنبش نماید زیر کہ پذیرائی صورت از بہتہ
صفا و نوریت وجہ خود شدہ است ہر چہ
در مقابلہ وی مے افتد و روی ینماید صورت
آن دروے منطبق میگردد بے حرکت وی
بسوے صورت بچنین چون آئینہ منوے

حاصل ہونے صفت کے ملکہ کے سفر اور اقامت
دو نو برابر ہیں۔ حضرت خواجہ عبد اللہ احسرا
قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کو سفر میں
سوا ہی پریشانی کے اور کچھ حاصل نہیں۔ جب
کوئی طالب کسی عزیز کے صحبت میں پہنچے اسی
جا ہیے کہ اقامت کر کے اسکی خدمت میں رہے
اور وصف تکلیف حاصل کرے۔ اور ملکہ نسبت
کا خواجگان قدس اللہ ارواہم کا تحصیل کرے
اسکے بعد جہاں ہو کچھ مانع نہیں۔

ترجہ دہی

یارب کیا اچھا ہے بے منہ کے ہنسنا
اور بے واسطے آنکھ کے دیکھنا
بیٹھ جا اور سفر کر کہ یہ بہت اچھا ہے
بے پاؤں کے جہاں میں سیر کرنا
حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی قدس
سرہ نے اشعۃ اللمعات میں اس بیت کی شرح
میں کہ۔

آئینہ صورت از مسند درست

کان پذیرای صورت از نور است

یوں فرمایا ہے کہ صورت کی طرف سفر نہیں کرتا ہی
اسوٹو کہ صورت کا قبول کرنا بسبب صفا و نوریت
اپنی وجہ کے ہوا ہے جو کچھ اسکے مقابلہ میں آئے
اور صورت دکھائی اسی صورت اوس میں منطبق
ہو جاتی ہے اور وہ آئینہ کچھ حرکت صورت
کے طرف نہیں کرتا اسی طرح دل کا آئینہ منوے

دل از حیوایات صورت کو نیب خلاص یافت
و نور و صفا و میرا گرفت و عظمت و خواہش بہت
طبیعی زائل شد در قبول تجلیات ذات
و صفات آئینہ حاجت سیر و سلوک ندارد
زیرا کہ سیر و سلوک وسع عبارت از تصفیہ
و تقصید و جد قلب است چون آن صفا و صفا
رسید از سفر سیر و سلوک مستغنی شد خلوت
در انجمن از حضرت خواجہ بہاء الدین قدس
اللہ سرہ پر رسیدند کہ بنا بر طریقہ شمس
چیت فرمودہ خلوت در انجمن بظاہر با
خلق و باطن با حق سبحانہ و تعالیٰ کہ مضمون
حدیث الصَّوْفِیُّ مَوَالِکُائِیَّ وَالْبَاطِنُ

شعر

از درون شو آشنا و از بیرون بیگانہ شد
انجمن ز بیاروش کم نے بود اندر جہان
آنچہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرمودہ است کہ
رجال لا تلهیہم تجارۃ و لا بیع عن
ذکر اللہ تعالیٰ استارت باین مقام
است فرمودہ اند کہ نسبت باطنی درین
طریقہ چنان افتادہ است کہ جمعیت دل
در بلا و در صورت تفرقہ بیشتر از ان بود
کہ در خلوت و فرمودہ اند کہ طریقہ صحبت
است کہ در خلوت شہرت و در شہرت
خیریت و جمعیت در صحبت بشرطہ کہ نفی
بود در یکدیگر خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ

صورت کو نیب کے حیوایات سے خلاص ہوتا ہے
اور نور و صفا و سکون حاصل ہو جاتا ہے اور طبی
خواہشوں کے ظلمات زائل ہو جاتے ہیں۔ تو
وہ تجلیات ذاتیہ اور صفاتیہ الہیہ کا قبول
کرنیوالا ہو جاتا ہے۔ کچھ حاجت سیر و سلوک
کی نہیں رکھتا۔ اس واسطے کہ اسکا سیر و سلوک
لغفیفہ و تقصیلہ قلب کی وجہ کا ہے۔ جب
صفا اور صفاقت کو پہنچ گیا۔ سفر سیر و سلوک سے
مستغنی اور بے پروا ہو گیا۔ خلوت در انجمن حضرت
خواجہ بہاء الدین قدس اللہ سرہ سے پوچھا کہ
آپ کے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہے فرمایا خلوت
در انجمن پر بظاہر با خلق۔ اور باطن با حق سبحانہ
کہ حدیث شریف کا مضمون ہو الصَّوْفِیُّ مَوَالِکُائِیَّ
وَالْبَاطِنُ + ترجمہ شعر۔

باطن میں آشنا ہوا و ز ظاہر میں بیگانہ رہ +
ایسا ز بیاروش جہان میں کم ہوتا ہے +
وہ جو حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ
ایسے لوگ ہیں کہ انکو سوداگری اور خرید و فروخت
اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے۔ ہم وہ
اسی مقام کا اشارہ ہے۔ فرمایا ہے کہ باطنی
نسبت اس طریقہ کی ایسی ہی ہے۔ کہ ظاہر میں
جمعیت دل کی۔ اور تفرقہ کی صورت میں اس
سے زیادہ جو خلوت میں ہو۔ اور فرمایا ہے
ہمارا طریقہ صحبت ہے کہ خلوت میں شہرت یعنی
ہے۔ اور شہرت میں آفت ہے۔ خیریت و جمعیت

صحبت میں جو تفرقہ کا ہونا ہے۔ اور خیریت و جمعیت

شروع داندہ کہ غلوت در انجمن آنت کہ
 اشتغال و استغراق در ذکر مرتبہ برسد
 کہ اگر بہ بازار درآید بیسج سخن و آواز
 بازاریان نشنود اند استیلا و ذکر بر حقیقت
 دل حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس
 سرہ فرمودہ اند کہ سبب اشتغال بذکران
 روتی جد و اہتمام در مدت پنج شش روز
 باین مرتبہ می رسد کہ ہمہ آواز باوجود
 مردم ذکر نماید و سخن کہ گوید ذکر شنود در
 جمیع قاضی محمد قدس سرہ منقول است
 کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرمودہ
 اند کہ در ابتدا اسلوک ذکر بر من چنان سست
 بود کہ اگر بادے می وزید یا برگ درخت
 می جنبید و یا آواز گفتگوی مردمان بگوشت
 من میرسد ہمہ ذکر می پنداشتم بر کردار
 بدایت حال چنان نشود نہایت وی بقاء
 کمالات ذات برسد یا کرد و آن عبارت
 از ذکر لسانی و با قلب است حضرت مولانا
 سعد الدین کاشغری قدس سرہ فرمودہ
 اند کہ طریق تعلیم ذکر آنت اول شیخ بد
 گوید لا الہ الا اللہ محمد رسول مرید دل خود را
 حاضر کند و بمنابہ دل شیخ بدارد و جب فرام
 کند و دنان استوار دارد و زبان را بکام
 چسپاند و دندان را بر ہم بندد و نفس را
 بگیرد و با قوت و تقظیم تمام ذکر شروع

فرمایا ہے کہ غلوت در انجمن یہ ہے کہ
 اشتغال و استغراق ذکر میں اس مرتبہ کو پہنچا
 کہ اگر بازار میں آئے بازار والوں کی کلام
 بات اور آواز نہ سنائی دی ایسا غلبہ دل
 و کلی حقیقت پر ہو۔ خواجہ عبید اللہ احرار قدس
 سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر میں اشتغال ہونا کوشش
 و اہتمام سے پانچ چھ روز میں حاصل ہو
 جاتا ہے کہ سب آوازیں اور محاکاتیں لوگوں کے
 ذکر معلوم ہوتی ہیں۔ اور جو بات کرتا ہے ذکر
 سنائی دیتا ہے۔ قاضی محمد قدس سرہ کے مجموعہ
 منقول ہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
 قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ابتدای سلوک میں
 ذکر مجہر اس قدر غافل تھا کہ اگر ہوا بھی چلتی تھی
 یا کسی درخت کا پتہ کھڑکنا تھا یا کسی آدمی کی
 آواز میر کان میں پہنچتی تھی سب مجھ کو ذکر معلوم ہوتا
 تھا جکا ابتدا میں حال ایسا نہو وہ نہایت میں
 کمالات ذات کو نہیں پہنچتا ہو۔ یاد کرد کہ کہی
 میں ذکر زبانی دل کے ساتھ حضرت مولانا
 سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ
 ذکر کی تعلیم کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے شیخ دل
 کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مرید ابتدا دل
 حاضر کرے اور شیخ کے دل کے مقابلہ میں رکھے اور
 انجمن بند کر لے۔ اور منہ مقبوض بند کرے اور
 زبان کو تالو سے لگا لے۔ اور دانت دانٹون پر
 رکھ لے۔ اور سانس کو اوٹھا کر اور خوب قوت

فرمودہ اند باید کہ یک ساعت دود ساعت
و زیادہ از دو ساعت آنقدر کہ میسر شود
خاطر خود را نگاہدار دہ کہ غیر سے بخاطر وی
جگہ زد۔ از خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ
کہ از کبار اصحاب و مخصوصات حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار بنو دند منقول است
کہ فرمودہ اند کہ ملکہ در نگاہداشت بآن
وجہ رسیدہ است کہ از وقت طلوع
غیر تا جاشت بلند دل را از خطور انجا
نگاہ می توان داشت برو چہ کہ دین
مقدار زمان قوت متخیلہ از عمل خود معزول
گردد۔ پوشیدہ نماد کہ عزل قوت متخیلہ
بتماہ از عمل اگر چہ نیم ساعت باشد نزد
اہل تحقیق امر سے بغایت عظیم است
آن از نوادرست و بعضی کمال و لیا را اجاباً
ایمینی دست می دہد چنانکہ حضرت شیخ
محمد الدین ابن العربی قدس اللہ تعالیٰ سرہ
در فتوحات مکی آنجا کہ بیان سجود فلک ہے
اند در اسولہ و اجوبہ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی
قدس اللہ تعالیٰ سرہ تحقیق این کردہ اند +
یادداشت کہ مقصود از این ہمہ آنست عبادت
از دوام آگاہی است بحق سبحانہ تعالیٰ
بر سبیل ذوق و بعضی باین عبارت گفتہ
اند کہ حضور بے غیبت است و نزد اہل تحقیق
مشاہدہ کہ استیلا و شہود حق مست بردل

فرمائی ہیں۔ چاہیے کہ ایک ساعت دو ساعت
اور دو ساعت سے زیادہ جہد ہو سکے اپنی
خاطرہ کو نگاہ رکھے۔ کہ غیر کا خطرہ اُس میں
نہ آئے۔ حضرت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ
جو بڑے اصحاب اور خصوصاً حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے ہیں۔ اُن سے
منقول ہے کہ ملکہ نگاہداشت میں اوس وجہ سے
پہنچا ہے۔ کہ طلوع فجر سے جب تک شج
کا وقت بلند ہو۔ دل کو اغیار کے خطور سے
نگاہ رکھ سکتا ہے ایسی وجہ یہ کہ اس قدر
وقت میں قوت متخیلہ اپنے عمل سے معزول ہو جا
پوشیدہ نہ رہے کہ قوت متخیلہ کا بالکل معزول
ہو جانا اگرچہ آدھی ساعت ہو۔ اہل تحقیق
کے نزدیک ایک ایک امر عظیم ہے بہت بڑا اور
یہ نوادر سے ہے اور بعض بڑے اہل کمال
کو یہ بات کبھی کبھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضرت
شیخ محمد الدین ابن العربی قدس سرہ نے فتوحات
مکی میں جہاں نے سجود قلبی کا کیا ہے۔ سوال
جواب میں خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس
اللہ سرہ کے اس امر کے تحقیق کے ہے۔
یادداشت۔ اس سے مقصود دوام آگاہی
ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ سے بر سبیل ذوق
اور بعضوں نے کہا ہے حضور بے غیبت ہے
اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ ہے
کہ استیلا و شہود حق ہے۔ دل پر

بواسطہ حب ذاتی کے گناہ حضور یاد دہشت
 و حضرت خواجہ احرار در شرح این
 چہار کلمہ کہ مذکور شد این عبارت
 فرمودہ اند کہ یاد کرد عبارت از تکلف
 است و ذکر و یاد زکشت عبارت از
 رغبت بحق سبحانہ و تعالیٰ بران وجہ کہ
 ہر بار کہ کلمہ طیب را گوید از عقب آن بل
 اندیشد کہ خداوند مقصود من تویی و
 نگاہداشت عبارت از محافظت این جمع
 است و یادداشت عبارت از تسبیح است
 نگاہداشت۔ وقوف زمانی حضرت بہا الدین
 قدس سرہ فرمودہ اند وقوف زمانی کہ کار
 گزارندہ راہ است آنست کہ بندہ واقفا حوال
 خود باشد در ہر زمانے کہ صفت و حال و
 حیت موجب شکر است یا موجب عذر و حضرت
 مولانا یعقوب چرخنی قدس سرہ فرمودہ اند و
 در حال بسط بشکر فرمودہ اند کہ رعایت این
 دو حال وقوف زمانی است و ہم حضرت خواجہ
 بزرگ فرمودہ اند کہ بنا ہی کار سالک را در وقوف
 زمانی بر ساعت نہادہ اند تا دریا بندہ نفس شود
 کہ بخود برگزیدہ یا بخلق کہ اگر بہ نفس نہا کنند
 دریا بندہ این دو صفت نشود۔ وقوف زمانی
 عبارت از محاسبہ است۔ حضرت خواجہ بزرگ فرمود
 اند کہ محاسبہ آنست کہ ہر ساعتی کہ آنچہ بر ما
 گذشتہ است محاسبہ میکنم کہ غفلت

بواسطہ حب ذاتی کے گناہ حضور یاد دہشت
 سے اور حضرت خواجہ احرار نے ان چاروں
 کلموں کی شرح جو مذکور ہوئے ہیں یوں
 فرمائی ہے کہ یاد کرد ذکر میں تکلف ہے اور
 یاد زکشت حق سبحانہ تعالیٰ سے رغبت اس
 وجہ سے کہ ہر دفعہ جو کلمہ طیب کہے اور کسی بھیجے
 کہے کہ خداوند امیر مقصود تویی ہے اور
 نگاہداشت محافظت اس رجوع کی ہے۔
 اور یادداشت تسبیح نگاہداشت سے۔
 وقوف زمانی حضرت خواجہ بہا الدین قدس
 سرہ نے فرمایا ہے کہ وقوف زمانی یہ ہے کہ
 بندہ اپنے حال سے واقف ہو ہر وقت
 کہ اوسکا کیا حال اور کیا صفت ہے شکر کے
 لائق ہے یا عذر کے۔ اور حضرت مولانا یعقوب
 چرخنی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اور بسط کے
 حال میں شکر ہے کہ رعایت ان دونوں
 حال کی وقوف زمانی ہیں اور یہ بھی حضرت
 خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ سالک کی بنیاد
 کار وقوف زمانی میں ساعت پر مقرر ہے
 کہ معلوم کرے نفس کو کہ حضور میں گذرتا ہے یا
 غفلت میں۔ اگر سالک پرہیزگار نہ کرے تو ان
 دونوں صفوں کو معلوم نہیں کرتے کہ وقوف
 زمانی محاسبہ ہے حضرت خواجہ بزرگ نے
 فرمایا ہے کہ محاسبہ یہ ہے کہ جو ساعت پہر
 گزری ہے محاسبہ ہم کرتے ہیں کہ غفلت

میت و حضور بیت می بینم کہ ہمسہ
 نقصان است باز گرفت می کنم و عمل
 از سر می گیریم بوقوف عدوی و انبیاء
 از رعایت عدد است در ذکر حضرت خواجہ
 بزرگ بیہار الدین قدس اللہ تعالیٰ سرورہ
 فرمودہ اند کہ رعایت عدد در ذکر قلبی
 برای دفع خواطر متفرقہ است و انجہ در
 کلام خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اردو ہم
 واقع است کہ خوانے مرفلانے را بوقوف
 عدوی امر فرمود مقصود ذکر قلبی است یا رعایت
 عدد نہ مجرد رعایت عدد در ذکر قلبی و ذکر
 را باید کہ در یک نفس سہ کرت یا سچ کرت
 یا ہفت کرت یا بست و یک کرت ذکر گوید
 عدد طاق را لازم شہد حضرت خواجہ
 علاء الدین عطار قدس اللہ تعالیٰ روحہ
 فرمودہ اند بسیار گفتن شرط نیست باید
 کہ ہر قدر کہ گوید از سر و قوف و حضور باشد
 تا فائدہ این مرتب گردد و چون در ذکر
 قلبی عدد از بیت و یک بگذرد و اثر ظاہر
 نشود دلیل باشد بہ بیجا صلی آن عمل و
 اثر ذکر آن بود کہ در زمان نفی وجود بشریت
 منقہ شود و در زمان اثبات اثر سے اثر آفا
 تصرف جذبات الوہیت مطالعہ افتد و آنکہ
 حضرت بزرگ فرمودہ اند کہ وقوف
 عددی اول مرتبہ علم لدنی بہت می تواند بود کہ

کیا ہے اور حضور کیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ب
 نقصان ہے۔ باز گرفت کرتے ہیں اور
 نئے سرے سے عمل کرتے ہیں وقوف عدد
 رعایت عدد کی ہے ذکر میں حضرت خواجہ
 بزرگ بیہار الدین قدس اللہ تعالیٰ سرورہ
 نے فرمایا ہے کہ رعایت عدد کے ذکر قلبی
 میں واسطے دفع کرنے خواطر متفرقہ کے ہے
 اور وہ جو خواجگان قدس اللہ اردو ہم کے
 کلام میں واقع ہے کہ فلاح نے فلاح کو وقوف
 عدد فرمایا اوس سے مقصود ذکر قلبی ہو عدد
 کی رعایت کے ساتھ۔ نہ فقط عدد کی رعایت
 ذکر قلبی میں اور ذکر کو چاہیے ایک سانس میں
 تین دفعہ یا پانچ مرتبہ یا سات بار یا اکیس
 بار ذکر کرے۔ اور طاق عدد کو لازم کرے
 حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ
 روحہ نے فرمایا ہے بہت کہنے کی شرط نہیں
 چاہیے کہ جقدر کہے وقوف اور حضور کے ساتھ
 کہے کہ فائدہ ہو اور جب ذکر کرے قلبی میں
 عدد اکیس سے بڑھ جائے اور اثر ظاہر نہ ہو تو
 یہ بیجا صلی کی دلیل ہے اوس ذکر کے اور ذکر کا
 اثر اسے کہتے ہیں کہ نفی کے وقت بشریت کی
 وجود کی نفی ہو جائے اور اثبات کے وقت
 جذبات الوہیت کے تصرف کے شمار کا اثر دھیان
 میں آئے اور وہ جو حضرت خواجہ بزرگ نے
 فرمایا ہے کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی ہو سکتا ہے

نسبت بالاہل ہدایت اول مرتبہ لدنی مطالعہ
 این آثار لقصرفات جذبات الوہیت بود
 کہ حضرت خواجہ علاء الدین فرمودہ اندچہ
 آن کشفی و حاشی است کہ موصول بہ مرتبہ
 قرب و علم لدنی دران مرتبہ مکشوف میشود
 و نسبت بالاہل نہایت وقوف عددی کہ اول
 مرتبہ علم لدنی است آن باشد کہ ذکر
 واقف شود بر سر بیان واحد حقیقی در مراتب
 اعداد کوئی ہمچنانکہ واقف است بر سر بیان
 واحد عددی در مراتب اعداد حسابی

شعر

اعداد کون و صورت کثرت نمایند
 فاکل واحد بجملے بکل شان
 ویکے ازا کا بر محققان این مضمون آجین
 گفتہ است

کثرت چونیک و نگرہ عین وحدت است
 مارا شکے نماند درین گرفتار شکے است
 در ہر عدد کہ بہ نگرہی از روی اعتبار
 گر صورتش نہ بپنی درادہ اش کیفیت
 و در شرح عبارات منہ بودہ

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد
 ساری است احد در ہمہ منہ واحد
 زیرا کہ عدد گرچہ برون بہت زحد
 ہم صورت وہم مادہ اش بہت احد

بحقیقت این وقوف است کہ اول مرتبہ علم لدنی

اہل ہدایت کی نسبت علم لدنی کا پہلا مرتبہ
 لقصرفات جذبات الوہیت کے آثار کا مطالعہ
 ہو جو کہ حضرت خواجہ علاء الدین نے فرمایا ہے
 اس لئے کہ وہ ایک کیفیت اور حال ہے جو قرب
 کے مرتبہ سے وصل ہے۔ اور علم لدنی اس مرتبہ
 میں مکشوف ہوتا ہے۔ اور اہل نہایت کے
 نسبت وقوف عددی جو اول مرتبہ علم لدنی
 کا ہے یہ ہو۔ کہ ذکر واقف ہو۔ واحد حقیقی
 کے سر بیان کا اعداد کوئی کے مراتب میں۔ جیسے
 واقف ہے واحد عددی کے سر بیان کا۔

اعداد حسابی کے مراتب میں

جہان کی اعداد اور کثرت ایک نالیش ہے
 سب واحد ہے کہ ہر شان میں تجلی کر رہا ہے
 اور بڑے محققون میں سے ایک بزرگ نے
 اس مضمون کو یوں فرمایا ہے

کثرت جو غور سے دیکھو عین وحدت ہے
 مجھہد کو کچھ شک نہیں رہا اگر تجھ کو کچھ شک ہے

..... ہر عدد میں اعتبار کی روش ہے
 اگر اس کی صورت نہ دیکھو تو اس کو مادہ میں

اور شرح عبارات میں فرمایا ہے

اہل کشف و اہل خرد کے مذہب میں
 واحد سب افراد میں سر بیان کی ہو کر ہے

کسو اسلئے کہ عدد اگرچہ حد سے باہر
 اس کی صورت اور مادہ واحد ہی ہے

اور حقیقت میں یہ وقوف ہے جو علم لدنی کا

واللہ اعلم بالصواب ۔

یہ توشیدہ نماند کہ علم لدنی علمی است کہ اہل
قرب را بتعلیم الہی و تعلیم ربانی معلوم و
مفہوم میشود نہ بدلائل عقلی و شواہد عقلی
بخانچہ کلام قدیم در حق حضرت خضر علیہ
السلام و علمناہ من لدنا علما
و فرق میان علم یقینی و علم لدنی آنست
کہ علم یقینی عبارت از ادراک ذات و
صفات الہی است و علم لدنی کتابت از
ادراک معنی و فہم کلمات از حق سبحانہ
و تعالی بطریق الہام و قوت قلبی
و آن برد و معنی محمول است کیے آنکہ
دل ذاکر واقف و آگاہ باشد بحق
سبحانہ و تعالی و آن از مقولہ یادداشت
است حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہ در بعض کلمات قدسیہ خود نوشتہ
اند کہ وقوف قلبی عبارت از آگاہی
و حاضر بودن دل است بجناب حق
سبحانہ و تعالی بر آن وجہ کہ دل را ہیچ
بالمستی غیر از حق سبحانہ و تعالی نباشد
و معنی دوم آن ہست کہ ذاکر از دل واقف
بود یعنی در اثنائے ذکر متوجہ قطعہ
لحم صنوبری الشکل شود و او را بجز دل
مے گویند ۔ و در جانب الیسر محاذی
پستان چپ واقع است بظنی

واللہ اعلم بالصواب ۔

پوشیدہ نہ رہے کہ علم لدنی وہ علم ہے کہ
اہل قرب کو تعلیم الہی اور تعلیم ربانی سے
معلوم اور مفہوم ہوتا ہے و عقلی دلیلوں
اور نقلی شواہد سے نہیں معلوم ہوتا ۔ جیسا
قرآن عظیم میں خضر علیہ السلام کے حق میں
فرمایا ہے (اور سکھایا جینے اوسکو اپنی پاس
سے علم) اور علم یقینی اور علم لدنی میں یہ
فرق ہے کہ علم یقینی ذات و صفات الہی
ادراک کو کہتے ہیں ۔ اور علم لدنی اوسو کہتے
ہیں جو بطریق الہام کے حق سبحانہ کے
کلمات کے معنی ادراک کرتے وقوف
قلبی دو معنی پر لولا جاتا ہے ۔ ایک یہ کہ
ذاکر کا دل واقف اور آگاہ ہو حق سبحانہ
و تعالی سے ۔ اور یہ مقولہ یادداشت سے ہے
حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ
نے بعض کلمات قدسیہ میں آپس لکھا ہی
کہ وقوف قلبی کہتے ہیں دل کے آگاہی اور حاضر
ہونے کو حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں ایسی
وجہ پر کہ دل کو کوئی ضرورت سوائے
حق سبحانہ تعالیٰ کے نہ ہو ۔ اور دوسری معنی
یہ ہیں کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنی ذکر
در میان قطعہ لحم صنوبری شکل کی طرف متوجہ
ہو اور اوسے مجازاً دل کہتے ہیں اور وہ
بایمن طرف پستان کے ملے واقع ہے ۔

اور مشغول و گویا نذر گرداند و نگذارد
که از ذکر و مفہوم ذکر غافل و زائل گردد۔
حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ
سرہ در ذکر سبب نفس و رعایت عدد
را لازم نئے شمرند۔ اما وقوف قلبی را بہر دو
معنی کہ گفتہ اند ہم می داشتند و لازم
می شمرند۔ زیرا کہ خلاصہ انجہ مقصود
است از ذکر در وقوف قلب است
شعر

مانند مرغی باش بان بر بقیۂ دل پاپان
کہ بقیۂ دل زائد استی و ذوق قبہ

اور او مشغول اور گویا ذکر سے کرے۔
اوسے چھوڑ دے کہ وہ ذکر اور مفہوم سے
ذکر کے غافل ہو جائے حضرت خواجہ
بہاء الدین قدس سرہ کے ذکر میں جملہ اور
عدد کی رعایت لازم نہیں گنتے۔ مگر
وقوف قلبی کو دو نوع سے جو ذکر
ہوئی ہیں ضرور جانتے تھے۔ اور لازم شمار
کرتے تھے۔ اس واسطے کہ خلاصہ مقصود ذکر کا
قلبی ہے۔

مرغ کی طرح دل کے بقیہ پر نگہبان رہو۔
کہ دل کے بقیہ سے لذت و ذوق اور خوشی پیدا

فصل

فصل

در بیان توجہ و غیر آن۔ طریقہ توجہ اینطریقہ
علیہ و برورش نسبت باطنی ایشان چنان
ہر گاہ کہ خواہند بدل اشتغال نمایند
اولاً صورت آن شخص کہ این نسبت ازو
یافتہ باشند در خیال در آرند تا آن زمان
کہ اثر حرارت و کیفیت معبودہ ایشان
پیدا شود بعد از آن آن خیال را نفی نکنند
بلکہ آنرا نگاہ دارند و چشم و گوش و ہبہ
خوئی بآن خیال متوجہ بقلب شوند کہ
خیال است از حقیقت جامع انسانی کہ مجموعہ
کائنات از علوی و سفلی مفصل آن است

توجہ غیرہ بیان میں۔ اس طائفہ علیہ کی توجہ کا
طریقہ اور باطنی نسبت کی پرورش کا دستور
یوں ہے کہ جب چاہیں دل سے مشغول ہوں
پہلے اس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت
حاصل کی ہے خیال میں لائیں۔ اوس وقت
تک کہ حرارت کا اثر اور کیفیت معبودہ ظاہر
ہو۔ اسکے بعد اس خیال کی نفی نہیں کرتے
بلکہ اسے نگاہ رکھتے ہیں۔ اور آنکھ اور
کان اور تمام قوی سے اس خیال کے ساتھ
قلب کی طرف متوجہ ہوں۔ جو حقیقت جامع
انسانی ہے جس کے تفصیل کائنات علوی و سفلی

اگرچہ آن از طول در اجسام منزہ
است اما چون نسبت میان او و میان
این قسطو صنوبری است پس توجہ
باین لحم صنوبری باید بود و چشم و
منکر و خیال و ہنس قوی را بران
باید گماشت و ماسک نذاریم کہ درین
حالت کیفیت غیبت و بے خودی بخ
منودن آن از کتہ آن کیفیت را راہی
فرض باید کرد و ہر خطرہ کہ در آید توجہ
بحقیقت قلب خود نفی آن باید
کرد اگر نفی نہ شود التجا بصورت
آن شخص باید کرد کہ تا باز آن نسبت
پیدا شود آن زمان خود صورت
نفی خواہد شد و اما باید کہ شخص
بتوجہ آن صورت را نفی نہ کند
و اگر چنانچہ آن صورت و ماسک
نفی نہ شود چند نوبت باسم
یا فتال بحسب معنی در دل
مشغول شود اگر باین تیسر دفع
نہ شود در دل چند نوبت بتال
کلمہ لا الہ الا اللہ بدین طریق کہ لا
موجود الا اللہ تصور کند و آن
دوسوہ متوشش از ہر نزع کہ باشد
و چون موجودی است از موجودات
ذہنی بحقیقت آن را بجن سبحانہ و تعالی قائم کند

اگرچہ وہ حقیقت جامع انسان میں طول
کرنے سے پاک و منزہ ہے لیکن جبکہ نسبت
اوسکے در میان اور اس قطعہ صنوبری کے
در میان میں ہے۔ تو توجہ اس لحم صنوبری
شکل کی طرف کرنی چاہیے۔ اور آنچہ اور فکر
اور خیال اور سب قوی کو اوسکی طرف متوجہ
کرے اور زمین مہین کچھ شک نہیں۔ کہ اس
حالت میں غیبت و بیخودی کی کیفیت دکھائی
دینی شروع ہو۔ اوس کیفیت کو ایک راہ
فرض کرنا چاہیے۔ اور جو خطرہ کہ آوے
اوسکی اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ سے کی
نفی کرنی چاہیے۔ اگر نفی نہ ہو سکے تو اوس
شخص کی صورت سے التجا کرے کہ پہر وہ
نسبت پیدا ہو جائی۔ اوس وقت خود
صورت نفی کی ہو جائے گی۔ لیکن چاہیے
کہ وہ شخص متوجہ اوس صورت کی نفی نہ کرے۔
اور جو اوس صورت سے و سواس بن جائیں تو
کئی بار اسم یا فتال کے معنی سے دل میں
مشغول ہو۔ اور جو اس سے بھی و سواس
وقع ہوں۔ تو دل میں کئی بار تال کے ساتھ
کلمہ لا الہ الا اللہ اس طریق سے تصور کرے۔
کہ لا موجود الا اللہ۔ اور وہ دوسوہ چوبیشتان
کر نیوالا ہے جس قسم کا ہو جب ایک موجود
ہے اور موجودات ذہنی سے حقیقت میں
اوسے حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ قائم دیکھتے

بلکہ عین حق دانند زیرا کہ باطل نیست
بعض از ظہورات حق است کہا قال
الشیخ ابو زید قدس سرہ اشعار
لا یشکر الباطل فی ظہر
فانہ بعض ظہوراته
واعط متل بمقلدہ
حق حق حق اثباتہ
وقال الشیخ مؤید الدین الجندی
فتمہا

قال حق قد یظہر صوره
ینکر الجاہل فی خاتہ

و شک نیست کہ باین نقل ذوقے شود
نسبت عزیزان حق گسردو
آن زمان آن فکر را نیند نفی
کست و بحقیقت بے خودی متوجہ
شود و از بے آن برود و اگر با
آنکہ لا الہ الا اللہ در دل گوید و
اللہ را بدید و ہدو بدل شد و برود
و آن مقدار مشغول شود کہ بسیار ملول
نہ گردد چون بسند کہ ملول خواہد
شد ترک کند و بداند کہ ما دام غیبت
و بے خودی و نسبت عزیزان
در ترقی باشد فکر و حق یقین
اشیا توجہ جزئیات عین کفر است
با خودی کفر و بے خودی دین است

بلکہ عین حق جانے۔ اسو اسے کہ باطل
بھی بعض ظہورات حق سے ہے جیسا
فرمایا ہے حضرت ابو زید قدس
سرودے

باطل کا انکار نہ کر اس کے طور میں ۔
کہ وہ بھی اس کے بعض ظہورات ہی ہے ۔
اور اس کا حق اس کے مقدار سے دے
نا کہ پورا کرے تو اثبات کا حق ۔

اور کہا ہے شیخ مؤید الدین جندی نے
ایٹ تہ من

کبھی حق ظاہر ہوتا ہے کسی صورت میں
کہ جاہل انکار کرتا ہے انکی ذات میں
اور شک نہیں کہ اس عمل کرنے سے ایک
ذوق ہو ۔ اور نسبت عزیزوں کی قوت
حاصل کرے اور اس وقت اس فکر
کی بھی نفی کرے ۔ اور بخود ہی کی حقیقت
سے متوجہ ہو اور اسکا بیچا پکڑے ۔ اور اگر
ما وجود کہ لا الہ الا اللہ دل میں کہے اور اللہ
کو نہ دے ۔ اور دل میں اندر لے جائے
اور اس قدر مشغول ہو کہ بہت ملول نہو جائے
اور جب دیکھے کہ ملول ہوگا ۔ ترک کرے ۔
اور یہ جان لے کہ جیتک غیبت اور بخود
اور عزیزوں کی نسبت ترقی میں نہو جھانق
اشیا و میں جزئیات کے طرف توجہ عین
کفر ہے مع با خودی کفر و بخود ہی دین است

بلکہ فکر در اسمائے صفات حق سبحانی
و لائق بہ تمسباید کرد زیرا کہ مطلب
این طائفہ علیہ توجہ بہ نسبت
است کہ سرحد وادی حیرت
است و مقام تجلی انوار ذات
است و ذکر اسماء و صفات تمک
نیست کہ ازین مرتبہ فروترست

شعر

تو مباش اصل کمال این است پس
رو در و گم شود وصال این است پس
و باید کہ در بازار و گفتگوی و اکل
شرب و ہمہ حالات آن حقیقت
جامع را نصب العین خود سازد
و او را حاضر داند و بصورت جزویہ
از حضرت جامعہ خود غافل
نشود بلکہ ہمہ اشیا را بوی قائم
داند و سچی کہ آنرا در ہمہ
موجودات مستحسنہ و غیر مستحسنہ
مشاہد نماید تا بجائے رسید
کہ خود را ہمہ بسند و ہمہ اشیا را
آئینہ جمال با کمال خود داند
و در حالت سخن گفتن نیست باید
کہ ازین مشاہدہ غافل نشود بلکہ
گوشہ چشم دل او بدان سوا باشد
اگر چہ لظاہر تجسید با و دیگر

بلکہ فکر حق سبحانی کے اسماء
و صفات میں بھی نہ کرنا چاہیے اس واسطے
کہ اس طائفہ علیہ کا مطلب اس
نسبت کی طرف توجہ ہے جو وادی
حیرت کی سرحد ہے۔ اور انوار ذات
کی تجلی کا مقام ہے۔ اور اسمیں کہہ نہ
انہیں کہ اسماء و صفات کا ذکر اس مرتبہ سے
توجہ شعور

تو ہرگز باقی نہ کمال میں بھی ہے۔
جا او میں گم ہو جا بس مصال بھی ہے
اور چاہیے کہ بازار میں اذ رکھانے میں اور
ہر حال میں وہ حقیقت جامعہ اپنی آنکھوں
سامنے رکھے۔ اور اسے حاضر جانے
اور جزئیہ صورت میں دیکھ کر اپنے حضرت
جانبہ سے غافل نہ ہو۔ بلکہ تمام
اشیا کو اس کے ساتھ قائم جانے
اور کوشش کرے کہ اس کو تمام اچھی
موجودات اور سبیری موجودات
میں مشاہدہ کرے۔ یہاں تک کہ
ایسے مرتبہ کو پہنچ جائے کہ اپنے
آپ کو بھی سب وہ ہی جانے اور
تمام اشیا کو اپنے جمال با کمال کا
آئینہ جانے۔ اور بات کرنے میں
بھی چاہیے کہ اس مشاہدہ سے غافل
نہو۔ بلکہ دل کی آنکھ کا گوشہ اسی طرف

مشغول باشد چنانچہ فرمودہ اند
شعر

از درون شو آشنای و ز بیرون بیگانه باش
این چنین زیبای روش کم می بود اندر جهان
و ہر چند کہ صحبت بیشتر باشد این نسبت
قوی تر گردد چون مرتبہ برسد کہ تفرق
سیان دل و زبان نتواند کردن و حلق
اور از حق حجاب نشود و حق حجاب از
خلق نہ گردد آن زمان تواند کہ بصفت
یہ بندہ درد گیران تصرف کند و از حجاب
ارشاد دعوت حلق بچن آن کسے را باید
کہ باین مرتبہ برسد و باید کہ خود را
از غضب راندن بگاہد کہ راندن غضب
طرف باطن را از نور معنی بچی و خالی میخ
و اگر ناگاہ غضبہ واقع شود یا القوی
دست و ہد کہ در تہ قوی ظاہر گردد و
سر رشته نسبت کم گردد و یا ضعف شود
غسل کند اگر قوت مزاج وفا کند
بآب سرد صفامیدد و الا بہ آب
گرم و جامہ پاک پوشد و در خالی
جامے دُور کعبت نماز بگردد و جب
نوبت بقوۃ نفس بر کشد و خود را خالص
سازد و بعد اذان همان طریق کہ گذشت
متوجہ شود و در ظاہر نیز پیش حضرت
جامع خود تقصیر و بکلی توجہ ناوستاند

مشغول ہو۔ چنانچہ فرمودہ ایست
شعر

از درون شو آشنای و ز بیرون بیگانه باش
این چنین زیبای روش کم می بود اندر جهان
اور حسبہ صحبت زیادہ ہوگی اوسہی قدر نسبت
زیادہ ہوتی باینکی۔ اور جب اس مرتبہ کو ہر چند
کہ دل اور زبان میں تفرق نہ کرے۔ اور خلقت او
انشہ کا محتاج نہ ہے۔ اور حق او کو خلقت کا محتاج نہ ہے
اور سوت ہو سکتا ہے کہ بصفت بندہ اور لوگوں
میں تصرف کرے۔ اور احازت ارشاد کی خلقت
کو انشہ کی طرف بلانی کی اوس شخص کو ہوتی ہے
جو اس مرتبہ کو پہنچ جائی۔ اور چاہی کہ اپنے
تین غصہ کرنے کی بجائی۔ کہ غضب ہونے سے
باطن کا ظرف نور معنی سے خالی ہو جاتا ہے۔
اور اگر ناگاہ غصہ آجائے یا کچھ قصور ہو جائے
کہ ورت قصور ظاہر ہو۔ اور نسبت کم ہو جائی
تو غسل کرے۔ اگر سرد پانی کی قوت ہو تو
سرد پانی سے غسل کرے۔ کہ اس سے صفائی
خوب ہوتی ہو۔ اور نہیں تو گرم پانی سے نہای
اور پاک کپڑے پہنے۔ اور خالی جامی میں و
رکعت نماز پڑھے اور کئی بار بہت زور سے
سانس نکالے۔ اور اپنے تین خللا کرے۔ اور پھر
اوسی طریق گذشتہ سے متوجہ ہو۔ اور ظاہر میں بھی
اپنی حضرت جامع سے عاجزی کرے اور اگر گناہ
اور بالکل اوس کی طرف متوجہ ہو۔

وہ جانے کہ میں حقیقت میں مع منہ پر توجہ فرماؤں
 • منہ سے حق سب سے ہے نہ کہ حق سب سے
 دروس۔ حوالہ کردہ جگہ منہ پر توجہ
 است در مرآت پس این اشعار بحقیقت
 نزد حق سب سے و قائلے باشد و بعضے
 ازین طائفہ علیہ قدس اللہ اسرار ہم بجای
 توجہ شیخ و نیکو داشت صورت و نگاہ
 درشت ہست رقبہ کلمہ طیبہ یا اسم مبارک
 اللہ سے فرمایند خواہ آنرا در خارج
 از خویش بنظر حق ملاحظہ نمایند خواہ
 حوالی دل و سینہ تجلی امر کنند و فقیر
 دو سالہ بود کہ حضرت خواجہ ہاشم افغان
 اللہ علیہ السلام بر کاتہ چون در وانی تشریف
 آورده بودند فقیر را بجنابت اسم مبارک
 اللہ امر فرمودند بعد از بدستہ تجلی
 اسم مبارک در حوالی دل امور شدہم۔
 بسیار غیبت و بے خودی روئے مباد
 کہ اصل گنجایش خضرہ دیگر نمی شد و بی
 لذت و اطمینان قلب یافتہ می شد
 و صمدی قلمی در مشلے تفرست
 پوشیدہ نماد کہ لفظ نسبت و لفظ بار
 دو کلمہ است کہ در عبارت و اشارات
 خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم
 بسیار واقع شدہ است گاہے نسبت
 گویند مراد از آن طریقہ و کیفیت

اور یہ جو ان کے لیے یہ حقیقت بہ مع منہ پر توجہ
 ذات و صفات حق کو۔ شاید کہ حق سب سے
 اوسیں رسول گیرند۔ بیکہ بزم صورت کے ہے
 آئینہ بین۔ پس یہ اشعار در حقیقت حق سب سے
 تعالیٰ سے ہے۔ اور بعضے اس خائف علیہ السلام
 بزرگ قدس اللہ اسرار ہم بجای توجہ شیخ کے
 اور انکی صورت کی نگاہ داشت کی رسمی ہست
 کلمہ طیبہ کے۔ یا اسم مبارک اللہ کے فرمایند
 خواہ او کو خارج بین اپنے سے کی نظر سے خط
 کریں۔ خواہ گرد دل کے اور سینہ کے خیال سے
 امر فرمایند اور یہ فقیر و منہ بر سر کا تھا کہ حضرت
 خواجہ ہاشم افغان اللہ علیہ السلام بر کاتہ۔ جب
 دہلی میں تشریف لائے تھے۔ فقیر کو فرمایا اللہ
 اللہ لکھا کرو۔ ایک مدت کے بعد فرمایا۔ دل کے
 گرد اگر دخیال سے لکھا کرو۔ بہت غیبت او
 بے خودی ظاہر ہوئی تھی۔ کہ ہرگز کسی خطہ کو
 گنجایش نہ تھی اور نہایت ہی اطمینان قلب
 حاصل ہوتا تھا۔ (جس نے نہیں چکھا
 وہ کیا جالے) ایک مثل مشہور و مقرر ہے۔
 پوشیدہ نہ ہے کہ نسبت کا لفظ اور بار کا لفظ
 دو کلمہ ہیں کہ خواجگان قدس اللہ اسرار ہم
 کے عبارت و اشارات میں بہت واقع ہوئے
 ہیں۔ کبھی نسبت کہتے ہیں۔ اور اس
 سے مراد طریقہ اور کیفیت مخصوصہ ہے۔
 • • • • •

و مسموہ رد این طائفہ غلبہ دارند و حکایت
سفت غالب و کما نفس کشے ارادت
کنند و کما ہے بار گویند و مراد گرانی
پس نسبت دارند چنانکہ فسلان بارے
آورد یا فسلان مارا در بار ساخت و قنور
کہ کیسے ملاقات کنند کہ بطریقہ ایشان
مناسبے نداشته باشد و از نسبت
او متاثر شوند اگرچہ آنکس از اہل سلوک
اہل علم و تقویٰ باشد زیرا کہ نسبت
این عزیزان فوق نسبتہا است و ہرچہ
غیر آن است بار خاطر ایشان است و
کما ہے لفظ آبر گویند و ازان مرنے و
غرضے ارادہ کنند چنانکہ گویند فلان
بار فلان برداشت یا فسلان بار بر فلان
انداخت مراد ایشان رفع مرض یا
حوالہ مرض باشد و مخفی نہاند کہ رفع مرض
و حوالہ مرض اکثر در طریقہ خواجگان بہت
قدس اللہ اسرار ہم و حضرت خواجہ عبدالعزیز
احرارہ قدس سہ فرمودہ اند کہ انچنانچہ
اکابر خانوادہ خواجگان قدس اللہ
ارواحہم منقول است کہ در بار مرد مہمی
آیند بیکے از دو صورت می تواند بود یکے
آنکہ وقتیکہ آشنائی و عنہ نرسے را
مرضے و ملائقے یا ابتلا بمعیتے عارض
می شود و ایشان بظہارت مے سازند و

اور مسموہ و امر خاندہ عیب کی ہوتی ہے
اور کبھی اوس سے مراد صفت غلبہ
کہ نفس کشی کو ہوتا ہے۔ اور کبھی آبست
ہیمن۔ اور بے نسبتی کی گرانی مراد ہوتی ہے۔
جیسے کہتے ہیں۔ فلان بارے آورد یا فسلان
مارا در بار ساخت جبوقت کسی ایسے سے ملاقات
کرتے ہیں۔ جو انکے طریقہ سے مناسبت نہ
رکھتا ہو اور اوسکی نسبت سے اونکو اثر ہو
اگرچہ وہ شخص اہل سلوک یا اہل علم و تقویٰ
ہو۔ اسواسطے کہ ان عزیزوں کی نسبت سب
نسبتوں سے فوقیت رکھتی ہے۔ اور جو انکی
نسبت کے سوا نسبت ہو وہ انکی بار خاطر ہے۔
اور کبھی لفظ بار کہتے ہیں اور اوس سے کوئی اثر
یا کوئی غرض ارادہ کریں جیسے کہیں فلان بار
فلان برداشت یا فلان بار بر فلان انداخت
تو اس سے انکی مراد رفع مرض یا حوالہ مرض
ہوتی ہے اور پوشیدہ نہ رہے کہ رفع مرض
یا حوالہ مرض اکثر خواجگان کے طریقہ ہیمن ہے
قدس اللہ اسرار ہم۔ اور حضرت خواجہ
عبداللہ احرارہ فرمایا ہے کہ جو اکابر خانوادہ
خواجگان قدس اللہ ارواحہم منقول ہے
کہ بارہین لوگون کے آئے ہیں۔ ایک ان دو
صورتوں میں سے ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ
جب کسی آشنا یا عزیز کو بیمار مرض یا ملائق
یا کسی گناہ میں مبتلا ہو

کہ بدل متوجہ دل طالب شوند و از
 روز گذران ارتبای نفسال و اتحاد
 میان دل ایشان و باطن آن طالب
 واقع می شود و بطریق انعکاس از دل
 ایشان بر تو بر باطن و سے سے نماید
 و این صفتی است که ناشی از استعداد
 ایشان است کہ بطریق انعکاس در آئینه
 استعداد آن طالب ظاهر شده اگر
 این ارتبای متصل شود و بخوبی بطریق
 انعکاس حاصل شده بود صفت دوم
 پذیرد و تبیین شرائط تصرف و وقایع
 آن و تفصیل روشنی آن بگفتن مرث
 العلقی وارد و منقول است از حضرت
 خواجہ محمد یحییٰ پسر حضرت خواجہ
 عبید اللہ احرار قدس اللہ تعالیٰ عنہما
 کہ از باب تصرف بر انواع اند بعضی
 ماذون و مختار کہ باذن حق سبحانہ و
 تعالیٰ و یا اختیار خود ہر گاہ کہ خواہند
 تصرف کنند و اورا بمقام فنا و بی خودی
 رسانند و بعضی دیگر ازان قبیلہ اند
 کہ با وجود قوت تصرف جز با مرغبی
 تصرف نکنند تا از پیشگاہ مامور نشوند
 کسی توجہ کنند و بعضی دیگر آن چنانند
 ہر گاہ گاہ صفتی و حالتی بر ایشان
 غالب شود و در غلیان حال در باطن

کہ دل سے متوجہ طالب کے دل کی
 ہوتی ہیں۔ اور بسبب اوس ارتباط
 کے اتصال اور اتحاد ان کے دل میں
 اور اوس طالب کے باطن میں واقع
 ہوتا ہے۔ اور بطور عکس کے ان کے دل
 سے۔ طالب کی باطن پر ہر تو پڑتا ہے
 اور یہ ایک ایسی صفت ہے کہ انکی
 استعداد سے ظاہر ہوتی ہے کہ بطریق
 عکس کے طالب کے استعداد کے آئینہ
 میں ظاہر ہوتی ہے۔ اگر یہ ارتباط متصل
 ہو۔ تو جو بطریق عکس کے حاصل ہوا تھا
 صفت دوم ہو جاتا ہے۔ اور بیان
 شرائط تصرف کا اور اوس کے دقیقہ اور
 تفصیل اوسکی روش کی مرث کے کہنے
 سے متعلق ہے۔ اور منقول ہے حضرت
 خواجہ محمد یحییٰ صاحبزادہ حضرت خواجہ عبید اللہ
 احرار قدس سرہما سے۔ کہ اہل تصرف بہت
 طرح کے ہیں۔ بعضی ماذون و مختار ہیں کہ
 حق سبحانہ تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے
 اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے
 ہیں۔ اور اوسا مقام فنا اور بی خودی
 دیتے ہیں اور بعضی اوس قسم کے ہیں کہ با
 قوت تصرف کے سوائے امر غیبی کے تصرف
 نہیں کرتے۔ جب تک اود ہر سے امر نہ ہو کسی کی
 طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور بعضی ایسے ہیں کہ انہما

من الشيخ ابي عبد الله الحسن الشافعي وهو تلقى من الشيخ ابي احمد بن عيسى وهو تلقى من الشيخ
 ابي محمد بن عبد الله بن ماذل وهو تلقى من شيخه ابي حمزة بن ابي
 احمد بن عماره القسارنه وهو تلقى من ابي ثوب عسكرى بن حسين النخشبى وهو
 تلقى من ابي راتم الرصم وهو تلقى من شقيق بن ابي بلخيل الباني واما الطيفورى
 فالسلسله الشافعية منه حتى ان الشيخ محمد بن ابي تلقى من روحانية الشيخ ابي
 والشيخ ابي القاسم الكركاني في صحيح الشيخ ابي الحسن بن تلقى من روحانية الشيخ ابي
 بن زيد البسطامي في الرواية فالشيخ ابي بلدين المغربي اخذ لطريق عن الشيخ ابي
 وهو عن الشيخ ابي شبيب هو عن الشيخ عبد الجليل وهو عن الشيخ ابي الفضل بن
 وهو عن والده ابي عبد الله الحسين الجوهري وهو عن الشيخ ابي الحسين النورى
 الجنيد وهو عن السرى واما التمهيلة فالشيخ ابو طالب المكي اخذ لطريق عن ابي الحسن
 محمد بن ابي عبد الله احمد بن ابيه ابي عبد الله احمد بن سالم البصري عن سهيل
 بن عبد الله البصري واما الحكيمية الخواجه نقشبند بن تلقى من روحانية شيخه
 بن علي الحكيم الرندي واما الخرازية والحقيقة فالشيخ شهاب الدين السمرقندي في الخرقه عن
 عبد القاضى وجليل الدين عمر بن والده محمد بن عمير وعن الشيخ اخي فخر بن احمد بن مشاذ
 الاخر عباس بن ابيه عن الشيخ احمد بن ابي بنى ولياسه عي مصاد الديوري ولياسه اخ
 الفرج بن محمد بن الجاسر النها وندي ولياسه من ابي عبد الله محمد بن خفي الشافعي
 ولياسه من ابي محمد وقد اخذ عن ابي سعيد الخزاز وهو اخذ عن محمد بن منصور
 الطوسي وصحة والنون المصري وسما السقطه وبشر الحافى والحج الله في

حضرت خواجہ عبد اللہ قدس سرہ بیتہ چند در رسالہ
 تقرات ابن زعفران مودہ اند کہ موادش بطریق اجمال مختار عدم شعور بحضور حق است
 سبحانہ وچون فہم معانی آن ابیات در غایت غموض و اغلاظ این خاکسار
 از جناب مقدس حضرت ولی نعمت التماس کشف مضامین آن

کرامت ترجمان و موافق اصطلاح خاص حضرت ایشان مدظلہ منو
 تسلیم ارشاد و رستم متصدی کشف و بیان آن گردید ابیات این

ابیات

دو جاریه بستم آن مختار آب آتش گشت بار و دم بسخت کردم از حسیته خود پشیمان آدمی ساجد خودی چون بود	گفت ترین ابراهیم خلیل گفت از آتش تو جاریه بیار گفت بی ساجد خودی منم گفت بچون باشد و پله خارند
--	--

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم و سلام علی عباده الذین اصطفی - در عبارت از وجود منبسط است
بر بیکی مسجودات که بصفت وحدت خود جمیع موجودات را در گرفته و جاریه و
عبارة است از ذکر لا اله الا الله که نفی الهیه باطله می کند ما بنده نفی کردن جاریه و غبار
خس و غما خاک را از خانه پس در اول حالت اهل ارشاد به نیابت محبوب حقیقی سالکان را
نیکو نفعی و انبیا می فرمایند برای نفی الهیه باطله هر چند در حقیقت سال هیچ باطله
نیست هر چه هست نفعی از وجود است و جمیع موجودات متلاشی اند و وجود حق
که نفعی و انبیا و دالات می کند بر تئیس غیری پس مضمون خطاست اهل ارشاد این باشد که از
دریا که محل غبار نیست عباری باید بر آن گشت پس چون سالک بتوحید حقیقی مشرف شد انبیا
غیریت از هم پاشید و نفی بیکار گشت و همین است معنی آتش گشت و جاریه و دم بسخت یعنی
تکی صفت وحدت نفی و انبیا را بیکار ساخت بعد از آن اهل ارشاد به نیابت محبوب حقیقی
فرمودند که مواظبت باید کرد بر شهود وحدت تا رذائل بشریه متلاشی شود و تخلق با خلق الهی
بدست آید و همین است معنی از آتش جاریه بر آرد چون سالک مغلوب توحید بود و در
حیرت در گرفت و آن حیرت محمود بود که آنجا منظر بی نظایر محمود میلائی دارد بالذات و همین
معنی سجده بعد از آن مطلوبه فناء الفناست که شعله بتوجه نباشد و همین است معنی بی ساجد
بسم الله الرحمن الرحیم که سجد سجد که توحید مستلزم علم بنفس خود است زیرا که الهیه نیست
بسم الله الرحمن الرحیم و از جناب حضرت و وحدت چنین ناکش شده که یعنی اشکال خلط
هم جسمی است و از علم حضوری حضور ذات شئی است نزدیک قوت و آن
ت اوست از این و حقیقی است اغنیة اعتباری عالمی است بسط که کثرت نیست
از حد و اندازه و آن است تا زله نسبت بین آتش و منو آن تعبیر توان کرد و تمام شد